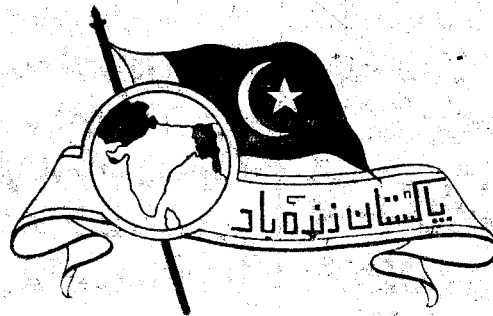


Registered No. L 2650.

FEBRUARY, 1948



**SHAMS-UL-ISLAM,**  
**BHERA (Pakistan)**

Printed at the Manohar Press, Sargodha & Published from the Office of  
'Shams-ul-Islam, Bhera, (Pakistan) by M. Ghulam Hussain, Editor, Printer & Publisher.

سالانہ چند  
معاونین سے  
غیر مالک سے

بیا دکارینہ عظیم ملت حضرت مولانا الحاج افتخار احمد صاحب گوی امیر حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)  
مجاہدین

سالانہ چند  
عوام سے  
طلبہ سے  
فی پریچ

# حزب انصار بھیرہ و ادارہ مالیت

## اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ

اغراض مقاصد (۱) اندرونی و بیرونی صلہوں سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام۔ (۲) اصلاح رسوم با تبارع شریعت اسلامیہ، احیاء و اشاعت علوم دینیہ

طریق کار (۱) جریدہ شمس الاسلام کا اجراء (۲) دارالعلوم عزیز یہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے (۳) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے (۴) عظیم الشان سالانہ کانفرنس (۵) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ (۶) یتیم خانہ (۷) کتب خانہ (۸) جامع مسجد بھیرہ کی مرمت (۹) مسلم نوجوانوں کی تنظیم

### جریدہ کے قواعد و ضوابط

- ۱۔ سالانہ ہر انگریزی ماہ کی گیارہ تاریخ کو پابندی وقت سے شائع ہوتا ہے مضامین ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں۔ مدیر کا مضمون نگار صاحبان کی رائے کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔
  - ۲۔ اگر کان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ کفایت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
  - ۳۔ عام سالانہ چندہ سے ۳/۴ طلبہ کے لئے مقرر ہے۔ نمونہ کار پرچہ کے ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔
  - ۴۔ سالانہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد ہر لیٹر ڈاک بھیجا جاتا ہے بعض سائل اسے تلف ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں خریدار کی طرف سے جہیز کے اخیر تک اطلاع وصول ہونے پر سالانہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔
  - ۵۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔
  - ۶۔ برنگ ڈاک اور خطوط واپس ہوں گے۔
- جملہ خط و کتابت و ترسیل ذریعہ نام: غلام حسین مینجر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہیئے

شرح نشان ○ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کا سالانہ بذریعہ دی۔ بی ارسال ہوگا جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ پی آر ڈی بھیجیں خریداری منظور ہو تو اطلاع دیں۔ خدارا دی۔ پی و ایس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت غمیدہ ای فمبر کا حوالہ ضرور دیں + (غلام حسین مینجر شمس الاسلام)

ہر انگریزی ماہ کی گیارہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

مجلس گزیرہ حزب الانصار بھیرہ و ادارہ عالیہ محمدیہ کا ترجمان

غافل سے غافل  
عاشق سے عاشق  
محب سے محب  
محبوب سے محبوب

# مجلس الانصار

بھیرہ

نمبر

بھیرہ مغربی پاکستان بابائے تاریخ الاولیٰ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ مطابق فروری ۱۹۳۸ء

جلد ۱۹

اس سال مجلس گزیرہ حزب الانصار کا اہتمام و ان عظیم الشان سالانہ

# جلسہ

مؤرخہ ۱۲-۱۳-۱۴۔ باب ۱۹۳۸ء بروز جمعہ ہفتہ و اقار کو بمقام جامع مسجد بھیدہ لاہور منعقد ہوگا۔ شائقین اس نادر موقع میں شمولیت کے لئے تاریخیں نوٹ کر لیں (ماظسم حزب الانصار بھیرہ)

نوشتری

حوالہ شافعی

نوشتری

زنانہ مروانہ پوشیدہ اور دیرینہ امراض کا علاج بڑے غور سے اور تسلی بخش کیا جاتا ہے۔ سرگودھانہ آسکنے والے مریض مفصل حالات لکھ کر دوائی بذریعہ دوا پی طلب کریں۔ پتہ نوٹ کر لیں۔ امرستری و واناخانہ بلاک ۱۹ سرگودھا

باہتمام غلام حسین ایڈیٹر۔ برنٹر و پبلشر ڈیپٹی مہر علی سرگودھا۔ پیکر بھیرہ پاکستان سے طبع ہوا۔

# شذرات عبر و عبر

(از ادارہ)

پاکستان زندہ باد! اسلامی نقطہ نظر سے پاکستان کے باشندوں میں عقائد و نظریات، اخلاق اور اعمال کی ایسی ملک باریاں موجود ہیں جن کی وجہ سے قومی جسم انتہائی کمزور ہے اور قوی چہرہ کی رنگت سیاہی پائی زرد ہو رہی ہے۔ شرکوں، گلیوں، بازاروں، ریلوں، بسوں، سکولوں، کالجوں مدرسوں، عدالتوں غرض ہر جگہ غور کر کے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قوم کی چال ڈھال، چہرے کی رنگت، کھال کی خشکی، آنکھوں کا اندازہ کیسے کیسے امراض خبیثہ کے جراثیم کے باوجود کا پتہ بتلایا کرتا ہے۔ پناہ گزینوں کے سیلاب نے قوم باری زیر آب بہت سی آلائشیں اور اخلاقی کمزوریاں سطح آب پر نمایاں کر دی ہیں جس کی ہلک کے باشندوں، ملائی اور سفایا دونوں میں اس طرح کی بیماریاں پائی جاتی ہوں۔ اور اخلاق کی تیزی کا فقدان ہو تو اس سلطنت کو نہ مستحکم کیا جاسکتا ہے۔ اور نہ وہ مستحکم رہ سکتا ہے۔ اس لئے اب اس بیمار اور نحیف ناول جسم کو مضبوط کرنے یا مضبوط دکھانے کا ایک طریقہ قویہ ہے۔ کہ میسر چہرے پر لوہا اور غار مل دے جائیں۔ تاکہ چہرے کی زردی اور داغ چھائیاں آنکھوں سے اوجھل ہوں اور پروٹینٹا اور غلط بیانی کے رشتیں پردوں سے اور خوشنما لباس سے اس داغ دار چہرہ کو اور ہڈیوں کے نحیف ہانچہ کو چھپایا جائے۔ لیکن اس طریقہ سے صحت و قوت حاصل نہیں ہو سکتی اور یہ تو مریض کیساتھ ایک دھوکہ اور کھلی دہشتی ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ صحیح قوت اور تازہ خون پیدا کرنے کیلئے ان تمام جراثیم اور اسباب ضعف و مرض کو ختم کرنے کی مہم جاری رکھی جائے۔ جن کی وجہ سے بدن کھوکھلا اور کمزور ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک شفیق و مہربان ڈاکٹر و حکیم کو اس سے چارہ کار نہیں کہ وہ فاسد مواد کے پھٹڑوں پر تیز و صار کا نشتر چلا چلا کر چیر بھاڑ سے کام لے، گندہ گوشت کاٹ کاٹ کر کھینکے جراثیم کو تباہ کر دے۔ لئے تیز تلخ گولیاں کھلائے اور کڑوے گھونٹ پلائے اور اس تمام جدوجہد کے بعد کہیں جا کر امراض کا استئصال ہو سکتا ہے۔ اور از سر نو قوت و صحت بحال ہو سکتی ہے۔ اور جو کوئی اس طریقہ سے علاج کر دے وہ حقیقی خیر خواہ اور دوست کہلایا جاسکتا ہے۔

ہم مملکت پاکستان کے خیر خواہ اور حقیقی دوست ہیں۔ اور ہماری آرزو ہے کہ اس میں صحیح قوت و طاقت ہو۔

توانائی و صحت ہو۔ اور اس غرض کیلئے موجودہ بیار قوم اور بیار ملک کے زرد چہرے پر غلط پروپاگنڈا اور کارکنانِ ملت کی خوشامد و چاپلوسی کے غارے ملنے اور پوڑ چھڑکنے کو پاکستان کی دشمنی سمجھتے ہیں۔ اور اہل ملک میں سے کسی کی غلط کاری و غلط روی کی پردہ پوشی پاکستان کی ہلاکت یقین کرتے ہیں۔ اس لئے ہم نے ارادہ کیا ہے۔ کہ رضائے خداوندی کے لئے مملکتِ پاکستان کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے باخلاقی کے پھوڑوں پر ہم تیز و نشتر چلاتے رہیں گے۔ اور جس چیز کو بھی ہم مرض سمجھیں یہ ہمارا فرض ہوگا کہ گڑی گولیوں اور تلخ دشتدوائیوں سے اس کا استیصال کر دیں۔ لہذا جبریتاً شمس الاسلام کے ان کالموں میں عہد و عہد کے عنوان سے ہم اس سلسلہٴ علاج کا آغاز کرتے ہیں۔ حاشا وکلاء مقصد کسی فرد یا جماعت کی تنقیدیں و تحقیر نہیں بلکہ ایک تعمیری تنقید اور اصلاحِ حال کی کوشش ہے۔ واللہ علی ما نقول شہید اور خداوند تعالیٰ سے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی نیتوں کو درست رکھے۔ اپنی مرضیات کی توفیق عنایت فرمائے۔ ہماری زبان اور قلم کو خلافِ حق بولنے اور لکھنے سے محفوظ رکھے۔ اور پاکستان میں اسلامی قوانین و ضوابط کے نفاذ و اجراء کے لئے ہم سب کو تمت و توفیق عطا فرمائے۔ اور یہاں حکومتِ الیہ کا قیام ہو۔ اور اسی میں پاکستان کی حقیقی زندگی اور استحکام و مضبوطی ہے۔ "پاکستان زندہ باد"

**بلفظ مساجر کی توہین** { لفظ مساجر ایک اسلامی اصطلاح ہے۔ جو ان پاکباز و مقدس حضرات کے لئے قرآن و حدیث میں استعمال کیا گیا ہے جو اپنے گھروں۔ جائیدادوں اور اموال و املاک کو اس لئے چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تھے۔ کہ اپنے وطن عزیز میں ان کو احکامِ خداوندی پر عمل پیرا ہونے کی آزادی حاصل نہ تھی۔ تو انہوں نے احکامِ دین پر عمل پیرا ہونے کے لئے ایک آزاد سرزمین کی تلاش کی۔ اور گھروں کو چھوڑ کر دارالاسلام مدینہ کا رخ کیا۔ اور یہاں آکر انہوں نے آزادی کے ساتھ احکامِ خدا اور رسول پر پورا پورا عمل کیا۔

للفقراء المهاجرین اخرجوا من ديارهم و اموالهم يبتغون فضلا من الله و رضوانا و ينعصرون الله و رسولہ و اولئک هم المصادقون۔ اب ہمارے مسلمان بھائی مشرقی پنجاب اور دہلی وغیرہ سے پاکستان تشریف لائے ہیں۔ اور جن جن مقام اور سفائیوں کے بعد جاہیں سجا کر وہ پہنچے ہیں۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ ان حالات کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ یہ حضرات اگر اس سے قبل احکامِ خدا اور رسول کی نافرمانیوں اور بنیادوں میں منہمک و مشغول تھے۔ تو اب تو توبہ و استغفار کر کے وہ اعمالِ خطا ترک کر دیتے۔ اور ان نافرمانیوں اور مباحی و مباحی کے ترک کرنے کے بعد وہ یقیناً مساجر کہلاتے اور ہجرت کے تمام حقوقِ نبی و نبوی ان کو بلاشبہ حاصل ہو جاتے۔ لیکن سخت انسوس کا مقام ہے۔ کہ ان لوگوں میں سے اکثر کی سابقہ حالت میں کوئی تفریب نہیں آیا۔ جو جو لوگ وہاں جن گناہوں میں دائماً مبتلا تھے۔ یہاں آکر اسی میں مشغول رہے بلکہ کوشش ہی کرتے ہیں کہ اگر وہاں گناہ کا کاروبار تھا۔ تو یہاں بھی اس قسم کا کاروبار گناہ ہی ملے۔ اور پھر اس کے ساتھ مساجر کہلا کر ہجرت کے مقدس

ہم پر ناجائز کاموں کے لئے اپنا حق بھی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف ارشاد ہے۔ المہاجر من ہجر ما نھی اللہ عنہ (مہاجر حقیقتاً وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جو اللہ تعالیٰ نے منع فرمائے ہیں) آپ اخبارات میں بدائے ان نئے قسم کے مہاجرین کی اس قسم کی شکایتیں ملاحظہ فرمائے ہر گز۔ ۲۱ جنوری کے روزانہ آغاز میں ایک اسی قسم کے مہاجر صاحب نے ایک رتل شکایت نامہ شائع کیا ہے۔ کہ لاہور کے ان سینماؤں میں سے جو غیر مسلم چھوڑ گئے ہیں۔ چھ سینما غلط طور پر لاٹ ہوئے ہیں۔ یعنی کسی "مہاجر" کو نہیں دیے گئے۔ بلکہ فلاں فلاں صاحب کو دیے گئے ہیں۔ چہ کہ "مہاجر" نہیں بلکہ انصار میں سے ہیں۔ جب ان کا حق نہیں تھا۔ تو یہ کام ناجائز ہوا ہے۔ چاہئے کہ ان سے واپس لے کر یہ سینما مہاجرین کو لاٹ کئے جائیں۔ بقول علامہ اقبال مرحوم

سینما نہیں صنعتِ آذری ہے۔

مگر بالکل عجیب۔ اس صنعتِ آذری۔ بٹ نمائی و بٹ فروشی اور کارگاہِ فریق و فوج کے لئے مہاجر و انصار آپس میں دست و گریبا ہیں۔ اور ایک اس کو حقوقِ ہجرت میں سے سمجھتا ہے۔ اور دوسرا اس کو "حقِ نصرت" سمجھ کر قبضہ کئے بیٹھا ہے۔ خدا کے بندو ذرا غضبِ خدا سے بھی تو ڈرد؟ اسلام اور اسلامی اصطلاحات کے ساتھ یہ شعر و استنزا آخر کب تک؟ کیا اب تک کہیں نہیں کھلیں۔ الیس منکم رھیل رشید۔

۳۔ بہمن از بتاں طاقِ خود آراست } انڈیا کی آزاد حکومت حاصل کرنے کے بعد انڈین وزیر داخلہ غلامناز وزیر اعظم سر اور پیل نے سمرنات کے اس مشہور رشتہ کو پھر آباد و باوقف کرنے کا ارادہ کر لیا ہے جس کو ساڑھے نو سو سال قبل سلطان محمود غزنوی نے فتح کر کے اس بڑے بٹ کو پاش پاش کر کے بٹ شکن کا لقب حاصل کر لیا تھا۔ مسلمان اخبارات نے اس خبر کو شائع کر کے اس پر بڑی لے دے کی ہے۔ اور پیل کے اس اقدام کو اس کی خالص ہندو ذہنیت اور مذہبی تعصب کا آئینہ دار بتلایا ہے۔ ہم کو بھی اس بٹکدے کی تعمیر سے ایک روحانی صدمہ پہنچ رہا ہے۔ اور اپنے قلوب میں ایک انقباض محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن اس لئے نہیں کہ یہ پیل کا ایک کارنامہ ہے۔ یا قومی اور سیاسی شکست کی وجہ سے مخالف کے ہر اقدام کو ہم قابلِ ملامت و مذمت قرار دینے کے عادی ہیں۔ بلکہ خدا نے واحد کے سچے پرستار ہونے کی وجہ سے ہمیں توں اور جنگدوں اور ہر غیر اللہ کی خدائی و آقائی سے بیزاری ہے۔ اور کفر و شرک کے ہر مظاہرہ و اقدام کو ہم ایمان باللہ اور عقیدۂ توحید کی بناء پر برداشت نہیں کر سکتے۔

لیکن اس واقعہ میں ہمارے لئے اور ہمارے وزراء و اربابِ حکومت کے لئے ایک سامانِ عبرت و بصیرت بھی تو ہے چاہئے تو یہ بتا کہ پیل پر وطن و تشیع کے تیر ہر سائے کے ساتھ ہی اس پر بھی غور کرنے کی زحمت گوارا کی جاتی۔ وہ یہ کہ زمامِ اقتدار ہاتھ آجانے کے بعد ایک بٹ پر تو سمرنات کے بٹکدہ کی طرف توجہ کر کے اس کو آباد کر سکتا ہے۔ لیکن پاکستان کے اسلامی

”مک“ میں خدا پرست و خداؤ امر کو کسی حرم کو آباد کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ علامہ اقبال مرحوم بالکل ٹھیک فرمایا ہے کہ  
برہمن از بتاں طاق خود آراست تو قرآن را سر طاقے نسا دی

اس وقت میرا مطلب یہ نہیں کہ مشرقی پنجاب اور دہلی میں ہزاروں مسجدیں اور مدرسوں کی دیرانی و بربادی کے  
بعد ان کی بجائے دارالخلافہ کراچی یا اور کسی مرکزی شہر میں کسی جامع مسجد یا دارالعلوم کی بنیاد نہیں رکھی گئی کیونکہ ہر  
تعمیری اور اصلاحی کام کے لئے پناہ گویوں کا مسئلہ ایک بہانہ بنا ہوا موجود ہے۔

..... باب تو عرض کرنے  
کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے بنی ہوئی مسجدوں کو نمازیوں سے آباد نہیں کیا۔ اور ہزاروں مسلمانوں کی آبادیوں میں ہر شہر کی  
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے  
اور پھر اگر کہیں کسی مسجد میں چند نمازی دکھائی دیتے بھی ہیں تو وہ بھی غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والے اور حرام ہوتے ہیں۔  
پاکستان کے برابر اقتدار اور قیادت کے مسند نشین حضرات اور خواص و تعلیم یافتہ طبقہ میں سے کوئی بھی مسجد کی طرف  
رخ نہیں کرتا۔

آگے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا تو غریب زحمت روزه جو کرتے ہیں گوہارا تو غریب  
نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا تو غریب پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا تو غریب  
امراء نشہ دولت میں ہیں غافل ہم سے  
زندہ ہے ملت بیضا غربا کے دم سے

پس حقیقت میں یہ شرم کا مقام ہے کہ بہت پرست پٹیل تو اپنی ”ہندوانہ ذہنیت اور مذہبی تعصب“ کا مظاہرہ پہلے ہی قدم پر کر کے  
مؤفا داری بشرط استواری ”کا نوٹہ پیش کر رہا ہے۔ لیکن ہمارا کوئی خدا پرست وزیر اسلامی ذہنیت اور مذہبی صلابت کا  
نوٹہ دکھا دینے کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔

۴۔ بہت شکنوں کی بہت گریاں { سلطان محمود غزنوی انا اللہ بہانہ و نورم قدہ نے سونمات کو فتح کر کے  
سیم و زر کے انباروں اور برہمنوں کی منت و سماجت کو ٹھکرا دیا تھا۔  
اور بہت فردشی چھوڑ کر بہت شکنی اختیار کی تھی۔ محمود بہت شکنی کا بھی کتنا نام آج بھی ہم سٹیج و میسر سے فخریہ انداز میں بیان کرتے  
ہیں۔ اور دنیا کی قوموں کے سامنے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم بہت شکنی ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں ہر معاملہ کی طرح اس معاملہ میں

بھی تولی و عمل کا بین تضاد موجود ہے۔ صحیح و صریح احادیث اور ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں تصویر کشی و تصویر فروشی۔ تصویر کارکھنا اور اس کی محبت و تعظیم۔ بت تراشی و بت فروشی کی ایک تہید اور بت پرستی و شرک باللہ کا ایک لینہ ہے۔ اور اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے کھلے الفاظ میں مسلمانوں کو تصویر کی کاروبار سے بالکل منع فرمایا ہے۔ اور ان ارشادات کی روشنی میں فقہ اسلام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ کہ تصویر بنانا۔ تصویر کارکھنا۔ تصویر کی تعظیم و محبت بہر سب ناجائز و حرام ہیں۔ اس بارے میں یہ کوئی فرق و امتیاز نہیں کہ کسی کافر کی تصویر تو ناجائز ہو۔ لیکن کسی مسلمان لیڈر۔ قائد۔ وزیر۔ مولوی۔ مولانا کی تصویر کھینچنے اور رکھنے میں جواز کی گنجائش ہو سکے۔ بلکہ جس شخص کے ساتھ زیادہ قلبی عقیدت و محبت ہو اس کی تصویر میں زیادہ مفاسد و خطرات ہوتے ہیں۔ اور اس لئے وہ زیادہ جرم و قابلِ مواخذہ ہے۔ اب ایک طرف تو اس بارے میں اسلامی تعلیمات کو دیکھئے اور دوسری طرف موجودہ سوسائٹی میں تصویر پرستی کی عام وبا کو دیکھئے تو یقیناً کتنا چڑے گا۔ کہ بت شکن اب بت گرد بت فروش بن گئے ہیں۔ سینماؤں کی رونق اور فلموں کی گرم بازاری بھی ہے۔ ہر ہوٹلی۔ ہر دکان۔ ہر قہوہ خانہ اور ہر سیٹو مان کو لیڈروں۔ مجاہدین پاکستان۔ مجاہدین اسلام کی تصویروں سے مزین پادے گئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ فحش و عریاں تصویریں بھی ہماری بذاخلاتی کا مظاہرہ کرنے کے لئے تلکی ہوئی ملیں گی۔ بلکہ اب تو مسلمانوں کی ٹمپوں اور سیٹوں کو بھی تصویروں سے آراستہ دیکھو گے۔ کیلنڈر ہونگے تو وہ بھی تصویروں ہی کے ساتھ۔ اور ہائے اسلامی اخبارات اور حکومت اسلامیہ کے ترجمان خصوصی جرائد اور صحائف بھی اسی صنعتِ آذری سے اپنا کاروبار تجارت چمکاتے ہیں۔ اور ان کے صفات پر لیڈرانِ کرام کی جلوہ آرائی کے ساتھ ساتھ خواتین اسلام اور بیگماتِ حرم کی جلوہ نمائی بھی بڑی ہے باکی سے ہوتی ہے۔ عرض ایک مرد مومن اس تصویر پرست دنیا میں اگر اپنے کو ان مظاہر معصیت و فسق سے بچانے کی سعی بھی کرے تو اس کو قدم قدم پر مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ اب پاکستان کی حکومتِ الہیہ میں تو ہے

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

مشہور و مشہور کی میونسپلیٹیوں نے سینکڑوں روپیہ کی منظوری دیدی ہے۔ کہ قائد اعظم کی قد آدم تصویریں تیار کر کے مناسب و موثر مقامات پر رکھی جائیں۔ اخبارات نے خاص طور سے اس خبر کو شائع کیا ہے۔ کہ وزیر اعظم پاکستان جب دورہ سرحد کے موقع پر خیبر ایجنسی میں تشریف لے گئے تو قبائلی لوگوں نے اس کا شاندار استقبال کیا۔ اور ایک دروازہ تیار کیا گیا تھا جس میں قائد اعظم کی قد آدم تصویر سامنے رکھی گئی تھی۔

آخر خدا بٹایا جائے کہ حکومتِ الہیہ کے کس دور میں تصویر کشی و تصویر آرائی کو اس بے باکی و بے پرواہی کے ساتھ برداشت کیا گیا ہے؟ جو دنیہ ہندو قوم کا مذہبی اور نرو کی تصویروں کے ساتھ کرتی ہے۔ اگر ہم مسلمان بھی قائد اعظم یا کسی دوسرے لیڈر کی تصویر کے ساتھ مذہبی رویہ رکھیں تو پھر ”مسلمان ایک غلوہ قوم ہے“ کا نعرہ کیوں لگایا جاتا رہا؟



**قول و عمل کا تضاد** { آجکل عوام و خواص کی ایک بنیادی خرابی اور کھلی منافقت قول و عمل کا بین تضاد ہے۔ گفتار کا غازی تو ہر ایک بن رہا ہے لیکن کردار کا غازی کوئی بننا چاہتا بھی نہیں۔ ہمارے لیڈروں نے انکشن کے موقع پر بھی خاص کر اور اس کے آگے پیچھے ہر موقع پر عام مسلمانوں کے سامنے یہی کہا تھا کہ پاکستان میں اسلامی حکومت ہوگی مسلمانوں کی بے نظیر جانی۔ مالی قربانیوں اور عالمگیر تباہیوں و بربادیوں کے بعد پاکستان حاصل ہو گیا ہے۔ اس لئے اب ان رہنمایان قوم سے قوم کا مطالبہ ہے کہ اپنے وعدے کو پورا کر دو۔ اور ظاہر ہے کہ اس بارے میں قوم حق بجانب ہے۔ اب لیڈر چاہتے ہیں کہ پہلے کی طرح اب بھی زبانیں باتوں سے یا چند جڑی شرعی اصطلاحات سے قوم کو راضی کیا جائے۔ اور عالمگیر شرعی انقلاب اور ہمہ گیر اصلاحی نظام جاری کرنے کے لئے وہ تیار نہیں۔ لیڈروں کا ہمیشہ سے بقول اکبر مرحوم یہی ترانہ رہتا ہے۔ کہ

جیسا موسم ہو مطابق اس کے میں پوچھتا ہوں مارچ میں ٹہلے ہوں جولائی میں میں پروانہ ہوں وہ علاقہ۔ مخاطبین اور وقت کو دیکھ کر اس کے مطابق ارشاد فرمایا کرتے ہیں۔ اور اس لئے آپ دیکھ رہے ہونگے کہ کانینہ پاکستان کے مختلف وزراء اور دوسرے ذمہ دار لیڈر پاکستان کے دستور اساسی اور نظام حکومت کے بارے میں مختلف مقامات پر مختلف قسم کے بیانات دیا کرتے ہیں۔ وزیراعظم پاکستان دورہ سرحد پر پشاور تشریف لے گئے۔ وہاں تباہیوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے مذہبی قسم کی باتوں کی ضرورت تھی۔ اس لئے آپ نے جہاں بھی لکھائی فرمائی۔ نہایت مذور دار الفاظ میں یہی کہا۔ کہ ہم اپنے تو پاکستان اس لئے حاصل کیا ہے۔ کہ اس میں قوانین قرآن کو جاری و نافذ کیا جائے اور یہاں الہی حکومت ہوگی۔ اور ہم سب احکام شریعہ کے مطابق کاروبار سلطنت چلاتے رہیں گے۔ جو کچھ آپ نے فرمایا۔ یقیناً درست فرمایا۔ اور ہونا ہی چاہئے۔ لیکن خود کارکنان حکومت کی عملی زندگیوں جب سر تا پا قوانین الہی کی مخالفت میں گزر رہی ہوں تو پھر یہ کیسے باور کیا جاسکتا ہے۔ کہ وہ اسلامی ماحول پیدا کر کے قوانین الہی کو دوسروں پر بھی جاری کر سکیں گے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔ کا یہ صاف و صریح تضاد کب تک رہیگا۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم

**بسم ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ** { خدا شاہد ہے دائۃ القسم اور تقویٰ عظیم کہ ہم کسی سیاسی آویزش اور ذاتی غرض کی بنا پر نہیں۔ بلکہ صرف اپنی مذہبی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ کانینہ پاکستان میں وزارت خارجہ کا اہم عہدہ سر ظفر اللہ خاں جیسے کٹر اور پختہ مرزائی کو ہوا کہ کر کے ایک بڑی بنیادی غلطی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ ہماری رائے میں اس کے ساتھ مذہبی اور سیاسی دونوں طرح کے خطرات اور مضار وابستہ ہیں۔ اور انجام کار کے اعتبار سے ہم کو ایک مرزائی کی "قاہیت و مہارت قانونی سے استفادہ" بہت مشکل سمجھنا چاہیے۔ ہر کام انہیں تو اس کا ہوتا ہے۔ کہ جن مشائخ عظام اور علماء کرام کے فتوؤں اور مجاہدانہ سعی و کوشش سے پاکستان حاصل کیا گیا ہے۔

آج اس بارے میں ان کے فتووں کو بھی کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔ وہ ہزار دفعہ چنچیں چلاؤں۔ کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ مگر ان کی صدائیں صداب صحرائات ہوتی ہیں۔ کیا شیخ الاسلام پاکستان حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی زید عجم کی رائے اور فتوے حاصل کیا گیا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو ان کو شیخ الاسلام کا خطاب آج تک صرف انکشن میں و دھڑ حاصل کرنے کے لئے دیا جاتا رہا؟ نہ کیسی آنکھیں پھیریں مطلب نکل جانے کے بعد۔

معزز معاصر کوثر نے بالکل درست ارشاد فرمایا ہے کہ:-

”پورے پاکستانی نظام حکومت پر وہ لوگ قابض اور مسلط ہیں۔ جن کی زندگیاں اسلامی تقاضوں کو پورا نہیں کرتیں۔ مرزائیوں کا اہم عہدوں پر مسلط ہونا یقیناً اسلامی مقاصد کے لئے مضر ہے۔ مگر بہت سے دوسرے لوگ آخراں مقاصد کی تقویت کا باعث کیونکر بن سکتے ہیں۔ بلکہ مرزائیوں کا یہ تسلط اسی بڑے ہے۔ کہ جو لوگ بربر اقتدار ہیں۔ انہیں اسلامی تقاضوں کی خبر ہی نہیں“

(کوثرہ رجنوری)

مملکت پاکستان کے حصول اور ایک خطہ زمین پر اقتدار اختیار پا جانے کے بعد ہماری کوشش یہ ہو جانی چاہئے تھی۔ کہ قوانین الہی کے نفاذ اجرا کے لئے نفاذ ساز کار کی جائے۔ اور ایک ایسا معاشرہ تیار کیا جائے جو خود احکام خداوندی پر عمل پیرا ہو حکومت کی مشینری سے وہ تمام پیمڈے نکال باہر پھینکے جائیں جو اپنی بغاوت اور فسق و فجور کی بنا پر اسلامی نظام حکومت کی مشین میں ڈٹ نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس بنیادی کام کی طرف توجہ تو کیا کی جاتی۔ سر فخر اللہ خاں جیسے سالار مبتغین مرزائیت کو کلیدی حکمہ سونپ کر ہی سہی امیدیں ختم کر دی گئیں۔ اب تمام ممالک خارجہ میں مرزائی مبلغ ایک ”حکومت اسلامیہ“ کے سیر و نمائندہ کی حیثیت سے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہیں گے۔ اور پاکستان کے تمام محکموں کا ہر دفتر ایک دارا تبلیغ قادیانیت بن جائے گا۔ چنانچہ اس کی ابتدا ہو چکی ہے۔ سیر دنی ممالک کو مبلغ روانہ ہونے لگے ہیں۔ اور اجار کوثر میں ایک پارکمانی کلرک کی فریاد ان الفاظ میں شائع ہوئی ہے:-

”میں گورنمنٹ کا ملازم ہوں۔ اور نیا ملازمت میں آیا ہوں۔ بد قسمتی سے میرے حکمہ کے انچارج مرزائی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے عہدہ و منصب کے زور سے مجھے مرزائی بنالینے پر تل گئے ہیں۔ وہ میرے کام میں محض اس لئے سدوئے اٹکاتے ہیں کہ میں تنگ آ کر ان کے آگے سر تسلیم خم کر دوں۔ ان کا رویہ صاف صاف کہہ رہا ہے۔ کہ مرزائی مذہب تو ترقی کے دروازے کھل جائینگے۔ اور عتاب سے بچ جائو گے“

(کوثرہ رجنوری)

کیا حکومت پاکستان مسلمانوں کے ایمان و اسلام محفوظ رکھنے کے لئے ترقی کی جارہی ہے۔ یا ان کے تباہ و برباد کرنے کیلئے؟

پناہ گزین کمپوں کی حالت { اس میں کوئی شک نہیں کہ مشرقی پنجاب کے بے پناہ مظلوم اور بربریت و درندگی کے بعد پناہ گزینوں کا جو سیلاب لاکھوں مسلمانوں کی صورت میں

اڈ پڑا۔ تو یہ ایک عظیم سانحہ اور ناقابل برداشت صدمہ تھا۔ اور ان خاندان ہر باد پناہ گیروں کو دوبارہ بسانا اور ان کو ضروریات زندگی مہیا کرنا اور طبی امداد و ہمدردی پہنچانا انتہائی مشکل کام تھا۔ اور جو بھی حکومت ہوتی۔ اس سے خامیاں ضرور سرزد ہوتیں۔ لیکن یہ کتنا ہی قسمت درست ہے کہ قذافی دارکاران حکومت۔ افسرین پولیس و افسرانِ مال اور عام پاکستانی مسلمان رعایا کی اخلاقی حالت اور ان کی کیفیت اگر یہ نہ ہوتی جو آجکل ہے۔ بلکہ اس سے بہتر اور اسلامی پنج و انداز پر ہوتی تو یہ تمام دشواریاں بہ آسانی ختم ہو جاتیں۔ اور قلیل عرصہ میں بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ مشکلات پر قابو پایا جاسکتا تھا۔ اور ہزاروں جانیں جو شدید بے دردی اور ملک بیماریوں سے سڑکوں اور کھلے میدانوں میں ضائع ہوئیں۔ اس طرح بے دردی کے ساتھ ضائع ہونے سے محفوظ رہتیں۔ مگر اب ہوا کیا۔ ہر شہر و قصبہ میں غیر مسلموں کے متروکہ اموال و مکانات پر تو ”مقامی مہاجرین“ نے اپنے جناد کا مال غنیمت سمجھ کر ان خود قبضہ کر لیا۔ اور اس بارے میں سرکاری افسروں، ذمہ دار ونگران حضرات اور نمائندہ جماعت کے سربراہان و درجہ داروں نے کسی نہ کسی حقیقی و وسیع کمی نہیں کی۔ اگر کسی کو کامیابی نہ ہو سکی ہے۔ یا کم ہوئی ہے۔ تو وہ اس کی بدقسمتی تھی ورنہ جلد و جہد میں کوتاہی کچھ نہ کی ہوگی۔ الا من شاء اللہ و قلیل مہم جب لاکھوں پناہ گزین آئے تو ان کے لئے مکان کہاں تھے۔ ان کے لئے گرم کپڑے کہاں تھے۔ ان کے لئے اور اشیاء ضرورت کہاں تھیں۔ اس لئے ان کو جگہ جگہ سینوں کمپوں میں ٹھہرنا پڑا۔ اور سبکری سخت سردیوں کی راتیں انہوں نے کھلے میدانوں میں کاٹیں اور اسی طرح ملک بیماریوں کا شکار ہو کر بوڑھے بچے۔ جوان لقمہ اجل بنتے رہے۔ اور جب اموات کی کثرت ہوئی تو نہ ان کے کفن و دفن کا پورا انتظام ہو سکا اور نہ نماز جنازہ کا کوئی خاص اہتمام جس پچارے نے جان دی۔ کہیں اس کو نس تیرھا کر دیا گیا۔ اور ان سب سے بڑھ کر حیوانیت و ہیبت کا مظاہرہ وہ ہے۔ کہ بعض کمپوں میں پناہ گیروں کی عصمت مآب لڑکیوں کے فائوس عصمت کو گل کر دیا گیا۔ اور ”رضا کاروں“ ہی نے ان پر جبر و اکراہ کر کے ان کے سامنے اپنی ”رضا کارانہ خدمات“ پیش کیں۔

تیر خیز معصوم بے بارد غنیمت بدگمر آسمانِ راجہ بود گر سنگ بار و بر زمین

یہ ان چند واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ جو اخبارات کے صفحات پر شائع ہو کر ”کرد و ساند محفلما“ میں داخل ہو چکے ہیں۔ ورنہ خدا جانے اس قسم کے اور کتنے راز ہیں۔ جو اب تک نہاں و پنہاں رہ چکے ہیں۔ سہرا و شوکت حیات خاں وزیر مال نے اخبارات کے چند تشبیہ مقالات کے بعد متنبہ ہو کر لائل پور کمپ کا جب خود معائنہ کیا۔ تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ سہرا صاحب نے ۸ جنوری کو اسمبلی ہال میں اس کمپ کے متعلق ایک اور انکشاف بھی کیا جس کا اندازہ ہوتا ہے۔ کہ انگریزی دور اقتدار کے مضر تربیت یافتہ افسر کس قدر امانت دار ہوتے ہیں۔ اور ان بلیوں سے دودھ کی رکھوالی و نگہداری کی مانند نتیجہ پیدا کرے گی۔ سہرا صاحب نے بتایا کہ

لائل پور میں ایک لاکھ ۴۵ ہزار اشخاص کے لئے راشن لیا جاتا تھا۔ مگر کمپوں کی مردم شماری پر پچاس ہزار اشخاص نکلے۔ آپ اس خیانت کا اندازہ لگائیے۔ اور افسروں کی فرض شناسی و بے دردی کی داد دیجئے۔ اور جب حکومت سے راشن

لینے میں اس قدر خیانت کی جرأت ہو سکتی ہے۔ تو یہ آپ خود قیاس کیجئے کہ سچا سپاہی ہزار بے یار و مددگار اور راجانماؤں کا مظلوم سپاہ گزنیوں کو راشتہ تقسیم کرنے میں کیا کیا کمالات اور اتھ کی صفائی دکھائی گئی ہوگی۔ فاعقبہ وایا اولی الالبصا اور یہ نہ سمجھئے کہ بس یہ صرف لائیکل پوکپ کی خصوصیت رہی ہے۔ بلکہ ہرکپ میں اور حکومت کے ہر محکمہ میں اس قسم کی خیانتیں ہو رہی ہیں۔ اور پاکستان کی دولت کو پاکستانی افسر بڑی بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ لوٹ رہے ہیں چنانچہ میاں امت از دولت نہ وزیر خزانہ کو اسمبلی کے بھرے اجلاس میں اعتراض کرنا پڑا۔ کہ

بعض افسروں کی رشوت ستانیوں اور بے اعتدالیوں کی نظیر اس صوبے کی ساری تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ بڑے شرم کا مقام ہے۔ کہ جس وقت اخلاقی بلندی کی ضرورت تھی۔ اس وقت ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ نے بھی کیکر ٹرکی کوئی پستی نہیں چھوڑی۔

ان واقعات کا اظہار صرف داستان سرائی اور نوہ خوانی کی غرض سے نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان خرابیوں کا علاج کیا جائے۔ اور علاج یہ ہے کہ اگر واقعی رشوت ستانی خیانت اور بے اعتدالیوں کو ختم کرنے کا ارادہ ہے۔ اور اخلاق کی بلندی حاصل کرنے اور کیکر ٹرکی اپنی چھوڑنے کی ضرورت دل سے محسوس ہوئی ہے۔ تو راعی اور رعایا دونوں کو خدا و رسول کی طرف مخلصانہ ہونے کی ضرورت ہے۔ صرف خداوند تعالیٰ کا عقیدہ اور یوم آخرت پر یقین اور میدان محشر میں خداوند تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کا خوف ایسی بنیادی حقیقتیں ہیں۔ کہ دل میں جاگزیں ہو جانے کے بعد تمام فواحش و منکرات سے مانع اور ہر قسم کی خیانتوں اور مظالم سے رکاوٹ بن جایا کرتی ہیں۔ لیکن کیا پاکستان کے معمار خود بھی اور دوسروں کو بھی اس طرف متوجہ کرنے کا کوئی عملی اقدام کریں گے؟

۸۔ محمد بن قاسم اور محمد شاہ نگیلہ { اخبارات کی روایت ہے کہ ۱۲ فروری کو مغربی پنجاب کی اسمبلی میں عبدالستار خاں نیازی نے پبلسی ڈیپارٹمنٹ پر شدید اعتراضات کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ہمیں ضرورت تھی محمد بن قاسم کی اور پالا پٹ گیا ہے محمد شاہ رنگیلوں سے“ تو اس پر نون صاحب نے اعتراض کر کے کہا کہ آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔ تو نیازی صاحب نے فرمایا کہ ”وہ بھی تو ایک بادشاہ ہی تھا“ نون صاحب یہی سمجھ گئے کہ محمد شاہ رنگیلہ کہہ کر کسی خاص شخص کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔ اس لئے آپ نے نیازی صاحب کی تیزی کم کرنے یا ذرا تیز ہو کر مزید توجہ کرنے کے لئے اعتراض کر دیا (واللہ اعلم) بذات الصدور اور نیازی صاحب نے جواب دیکر کہ ”وہ بھی تو ایک بادشاہ تھا“ اپنے مجلس سابق کی تیزی کم کر دی یا مزید توضیح کی۔ اور نون صاحب کا مقصد پورا ہوا۔ اور اشاروں کنایوں میں بات ہو گئی۔ مگر ہم کسی خاص فرد کو اشارہ کئے بغیر یہ کہہ سکتے ہیں کہ واقعی ہم کو سلطنت پاکستان کے استحکام و تقویت کے لئے محمد بن قاسم جیسے بہادر و مومن جرنیلوں اور متبع احکام خدا و رسول سرداروں کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ جو خدا ترس۔ بہادر و خلق جفاکش و مستقل مزاج۔ فرسان النار اور دیوان اللیل ہوں۔ جن کی ساری عملی زندگی ہی تبلیغ اسلام ہو۔ اور مسلمان تو کیا غیر مسلم بھی اس کے اخلاق و خصائل کے یوں گرویدہ ہو جائیں۔ کہ ان کے زیر سایہ

مگر گوارنے کو ایک رحمتِ خداوندی سمجھیں اور اُن کے سامنے اُن کے سرِ عقیدت دینا دھجکنے پر مجبور ہوں۔ ضرورت تھی تو تھوڑا سا ایسے جنسیوں اور ہمنائوں کی۔ مگر واقعی پالا پڑ گیا ہے محمدؐ و رگیلا کے جانشینوں سے جن کی سرپرستیوں میں شراب خانے کھلے ہوئے ہیں۔ اور سافرِ دنیا کا دور چل رہا ہے۔ اور قوم کی ہر درخواست اور نالہ و شہین کی ہر کھرا اور کھ و دغاں کی ہر صدا کو سنا دینے یعنی عرقِ مئے نابِ اولیٰ کا کہہ کر ٹالا جا رہا ہے۔ اُن کے دورِ حکومت و اقتدار میں ہر شہر میں سینماؤں کی عیاشیاں پوری رونق کے ساتھ جاری ہیں۔ زنانِ بازاری کے معصیت کدے۔ نوجوانانِ قوم کے اخلاق و ایمان کے تباہ گرامیہ پر ڈاکہ زنی کیلئے خوب گرواگرمی کے ساتھ آباد ہیں۔ ریڈیو کے حکمہ کے ذریعے سے طوائفوں، عیساویوں، قوالوں اور مغنیوں کی منظم سرپرستی و جھولہ اندرائی ہو رہی ہے۔ اور سوسائٹی میں اس طبقہ کی بھی ایک خاص اہمیت بڑھائی جا رہی ہے۔ اور غریبوں کے گارٹے پسینے کی کمائی سے جمع کردہ خزانہ سے گرانقدر تنخواہیں ان کی نقد کی جا رہی ہیں۔ اور اُن کی زینت و آرائش کے لئے سرکاری خرچ پر ہزاروں روپے کی خاص ایرانی قالینیں اور ہزاروں کافرنچر خرید جا رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ پھر ایسی حالت میں کہ ہزاروں مسلمان بھوک اور سردی سے مر رہے ہیں۔ اور ایک ایک لقمہ اور تھن دھوا پنپنے کے لئے بالشت بھر کپڑے کو ترستے اور تر پیتے ہیں۔

محمد شاہ نگیلہ سچا و آخرانی مشاغل و مصروفیات اور اسی طرزِ حکمرانی کی وجہ سے تو بدنام تھا۔ جس کا اجمالی ذکر مندرجہ بالا سطور میں کیا گیا ہے۔ ورنہ دیکھ لیں تو وہ بھی ایک عالی خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ حکمہ گو تھا۔ اور تالیخ گواہ ہے کہ اس نے اپنے دورِ حکومت میں بعض ایسے نیک کام بھی کئے ہیں جو قطعاً اس کے لئے باعثِ فخر ہو سکتے ہیں۔ اور ہمارے حکمرانوں نے تو اب تک ان کاموں کی طرف توجہ بھی نہیں کی۔ اور وہ تھا مثلاً علمِ دین کی اشاعت کے لئے مدرسہ کا اجراء و طلبہ کی خدمت و خبر گیری۔ بہر گزرویش کے حالات پر اگر غور و فکر کے ساتھ نظر ڈالی جائے تو نیا دسی صاحب کا یہ فرمانا سچا ہے کہ اب تو ہم کچھ بڑ گیا ہے محمد شاہ نگیلوں سے۔ یعنی وہ جن کا عمل و نظریہ ہے کہ ”ہ ظا و س در باب اول شمشیر و سناں آخر“۔

4۔ مسلمان قوم کی امتیازی شان { بات تو یہی تھی ہے۔ مگر مولوی محمد بخش مسلم نے مرہج الاول کو باغ بیرون موچی دروازہ لاہور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں اس کا اہم طور سے تذکرہ کیا۔

مگر جب قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح سے مسٹر گاندھی نے سوال کیا تھا کہ آپ پاکستان کیوں چاہتے ہیں تو آپ نے  
ممانا گاندھی کے جواب میں فرمایا تھا کہ ہمارا تمدن جدا ہمارا ثقافت جدا۔ ہماری تاریخ جدا۔ اور یہاں تک کہ  
سلاں۔ کیلنڈر اور جیٹری جدا ہے۔ اس لئے ہم اپنے لئے ایک کاغذہ ریاست چاہتے ہیں۔ (آزاد درمیع الاول ۱۹۴۷ء)

چاہتے کے مطابق مسلمانوں کو علیحدہ ریاست پاکستان دیدی گئی۔ اب موقع تھا کہ وہ دنیا کو عملاً بھی دکھا دیے کہ دیکھو یہ ہے  
ہمارا جٹا تمدن۔ جدا ثقافت۔ جدا تاریخ۔ حتیٰ کہ جدا کیلنڈر اور جدا جیٹری۔ اور ہر شعبہ زندگی میں دوسری تمام قوموں سے اپنی  
امتیازی شان کا مظاہرہ کرتے۔ مگر گستاخی محاف۔ اب تک ہم نے جدا ہونا عملاً دکھا یا نہیں۔ شکی صورت وہی ہندوؤں یا

انگریزوں کی طرح۔ لباس دی جو ہندو اور انگریز پہنتے ہیں۔ بلا ضرورت زبان دی انگریزی۔ دفتری کاروبار سرکاری اعلانات و اشتہارات۔ ذریعہ تعلیم غرض سب کاروبار حکومت بزبان انگریزی و پشت و برہاست اور مجلسی آداب میں انگریزوں تقابلی رنگ دید۔ تہذیب و بد تہذیب کے معیار سب انگریزی۔ حتیٰ کہ کینڈورا اور جنتری بھی انگریزی رسالوں اور مبینوں کے نام بھی انگریزی ہو رہے ہیں۔ بڑھ کر بنیادی بات یہ کہ سارے کا سارا قانون بھی انگریزی۔ اب تک دستور اساسی کے طور پر باقاعدہ طور سے یہ بھی طے نہیں کیا گیا کہ خدا و رسول کے فیصلے ہماری حکومت کے تمام فیصلوں اور اقدامات کے لئے واحد معیار رہونگے۔ غرض ہر معاملہ میں اللہ کا کان و حکم ملحق و الا معاملہ ہے۔

پھر آخر بتایا جائے کہ مسلمان کا خدا کا نہ ملکہ اور خدا کا نہ ثقافت کس چلایا کا نام ہے؟ نہیں بلکہ اسلام کا دعویٰ کرنے کے بعد عملی طور سے زندگی کے ہر شعبہ میں امتیازی نمونہ پیش کرنا ہوگا۔ سچ ہے۔

اگر گویم مسلمان بلدزم کہ دائم مشکلات لا الہ را  
اب نہ اندر لگانا ہو تو سوچ کر لگائیے کہ پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ

مر بیع الاول کے اس عظیم الشان جلسہ میں دوسرے علمائے کرام کی تقاریر کے علاوہ علامہ علاء الدین صدیقی جنرل سکریٹری صوبہ مسلم لیگ نے ایک ہنگامہ خیز تقریر کی اور فرمایا کہ ہم نے پاکستان جس مقصد کے لئے حاصل کرنا چاہا تھا۔ ہم اپ پوری جدوجہد کے ساتھ وہ مقصد حاصل کر گئے۔ اب تک اس مقصد کی طرف کوئی قدم اٹھایا نہیں گیا ہے۔ فرمایا کہ

ہمارا گتہ پاکستان بنا۔ وزیر اعظم کو اسی دن اعلان کرنا چاہئے تھا کہ اب بیان شریعتی اور شراب فروشی نہیں ہوگی۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ سب چیزیں جاری ہیں۔ بی بی بازار اور ہیرا منڈی اسی طرح قائم ہے۔ اس سے حکومت کو کون روکے والا تھا؟ لیکن کیا ہوا؟ سب کچھ اسی طرح جاری ہے۔ یہی کتنا ہوں کہ فاشیست غورتنوں کی دو صورتیں قائم ہو سکتی ہیں۔ ۱۔ قانون کے خلاف زندہ کرداتی ہیں (۲) قانون کے مطابق زندہ کرداتی ہیں۔ اب تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باقاعدہ حکومت کے ارادہ سے زندہ کرداتی ہیں (۳) (آزادہ رزیع الاول)

یہ صوبہ مسلم لیگ کے جنرل سکریٹری کی ایک تعمیری اور مخلصانہ تنقید ہے۔ اور کسی مزید بصرہ کی محتاج نہیں

۱۔ اسمبلی میں شیخ فضل حق پریچہ کی تقریر (قیام پاکستان کے بعد سب سے بڑی اور بنیادی ضرورت تھی۔ کہ مسلمان نوجوانوں کو علوم دینیہ سے آراستہ کرنے کی پوری کوشش

کی جاتی۔ اور موجودہ ناقص و لادینی مضامین تعلیم میں یکسر تبدیل کی جاتی۔ اور نیز علوم قرآن و حدیث میں ہمارے وقت بہت حاصل کرنے کے لئے جگہ بہ جگہ پورے انتظام کے ساتھ مدارس عربیہ کا قیام ہو جاتا۔ اور مرکزی مقامات پر دارالعلوم کھولے جاتے لیکن مسلمانوں کی اس اہم ضرورت کی طرف ہمارے تعلیم نے کوئی توجہ ہی نہیں دی۔ بلکہ اس مسئلہ کو کچھ درخوا و اعتبار ہی نہیں سمجھا

(تقیہ مضمون صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ ہو)

# ایرانی سفیر دربارِ رسول میں

(گذشتہ سے پوچھتے)

سفیر۔ معاف کیجئے اگر میں یہ پوچھوں کہ اگر اس طرح فوج نہ رکھی جائے تو پھر دشمنوں کے حملوں کی مدافعت کا کوئی نسخہ درج ہے مگر ان کا وجود ملک اور قوم کیلئے اس قدر ضروری تو پھر انہیں بیکار اور شکاکس طرح کہا جاسکتا ہے۔

صحابی۔ جناب والا اگر آپ کی تہذیب انسان کو تمام صفاتِ حسنہ سے محروم کر دیتی ہے تو مجبوراً یہی صورت ظاہر ہے کہ جس گھر میں آگ لگتی ہے وہی بچے در دے اس کے بجھانے میں مصروف ہو کر رہتا ہے۔ اگر ہمارے ملک پر کوئی دشمن حملہ آور ہوگا تو ہمیں بچے در دے ہم اسکی حفاظت کے لئے کھڑے ہونگے کوئی دوسرا اندیشہ ہو سکتا اور ہم ہی پر اس کی حفاظت فرض بھی ہے۔ میں نے شاید آپ کو جنگِ بدر کے حالات سنائے تھے اور بتایا تھا کہ صلہ اوروں کی تعداد ہم سے چوگنی تھی اور انکے پاس سامانِ حرب بھی ہم سے بہت بہتر تھا لیکن ہمارا بچہ اس وقت جماعت کی حفاظت کیلئے اٹھ کھڑا ہوا اور ایسی جانبازی سے لڑا کہ دشمنوں کے چپکے چھڑائے اور ایسی شکست دی کہ جسے وہ ملحق تک نہ بھول سکے اور آپ اپنے ملک کی فرزندوں کو فوجِ جنگ کی تعلیم پیکر سپاہی بنائے ان دل حب وطن اور حب قوم کے جوش سے بھر دیجئے انہیں ان کے فرض سے آگاہ کیجئے کہ حفاظتِ وطن کی خاطر انہیں خوشی سے جان دینی چاہئے۔ اور پھر دیکھئے کہ معرکہ کارزار میں وہ ان کرایہ کے سپاہیوں سے بہتر ثابت ہوتے ہیں یا نہیں میں نے انہیں کچھ اور بیکار کیا انکا نکالنا تو اسی سے ظاہر ہے کہ امن و صلح کے زمانہ میں انہیں بڑے بڑے چار پائیاں توڑنے کے اور کوئی کام نہیں ہوتا اور ان کی محنت درست رکھنے کی خاطر بالکل اسی طرح کہ تجربہ گورڈوں کی زمین لگا کر ٹھکانا جاتا ہے انہیں بھی جسم پر ہتھیار لگا کر تھوڑی دیر اور دھڑکھڑایا پھر ایسا جاتا ہے بیکار وہ ہیں جسے کچھ کام نہ ملے انہیں رکھا جاتا ہے اس کے لئے کسی علحدہ جماعت کی ضرورت نہیں اور جو کام وہ کرتے ہیں اس سے اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو ان کے آٹا چینی بادشاہ کو پہنچتا ہے قبیلہ یا قوم کو کوئی منفعت نہیں پہنچتی ان کے فوج میں بھرتی ہو جانے سے قوم کو نقصان عظیم پہنچتا ہے کہ وہ اپنے اتنے بہت سے صحیح القوی فرزندوں کی کرنا پڑتا ہے اور خود ان کو یہ نقصان پہنچتا ہے کہ وہ بلا کسی ذاتی قصومت کے محض تھوڑی سی دولت کی خاطر دوسروں کی جانیں لینے کے عادی ہو جاتے ہیں۔

سفیر۔ میں تو آپ کی گفتگو ایسی محبت اور ذوق و شوق کے ساتھ سن رہا ہوں کہ اس وقت مجھے دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں۔

صحابی۔ اگر ایسا ہے تو آپ کو ضرور یاد ہوگا کہ میں نے دنیا کے ابتدائی دور کا حال بیان کر کے وقت و مکان دونوں کا ذکر کیا تھا تو جنگ میں شکار کا لاقب کرتے کرتے اتفاقاً ایک دوسرے کے سامنے آگئے تھے اور پھر روزِ نزلِ صل کرنا تھا ساتھ شکار کھیلنے اور ایک ہی غار میں رہنے لگے تھے۔ انہیں ساتھ رہنے میں بہت سی سائیاں نظر آئیں پہلے اکثر ایسا ہوتا تھا کہ نہا ہونے کی وجہ سے جب وہ شکاری اپنا گوشت آگ پر بھونک کر یا دیں ہی ٹکڑے کر کے غار میں رکھ دیتا تھا اور خود پانی بھرنے چلا جاتا تھا تو جنگ کے گوشتِ نوار جانور اسکی پیڑھا منہ سے لپکا پورا فائدہ اٹھاتے تھے اور اکثر تمام کا تمام کھا جاتے تھے غار کے دلہنے پر جو پتھر وہ رکھ دیتا تھا اسے سرکالینا بھی بڑے جانوروں کیلئے کوئی دشوار کام نہ تھا کیونکہ تنہا ایک آدمی کافی بڑا

بڑا سا پتھر اٹھا کر لاسکتا تھا اور نہ اسے بار بار رکھ اور ہٹا سکتا تھا اب دو آدمی ہو جانے سے یہ بولے لگا لگا ایک آگ جلاتا اور دوسرا گوشت کو کھڑے کر دیا ایک گوشت کو آگ پر پھونتا اور دوسرا ڈر کر پانی لے آتا اور دو فلول کر اسمیں بھی کامیاب ہو گئے کہ ایک بہت بڑا پتھر غار کے منہ پر رکھنے کے لئے اٹھا لائیں اور رات کو جانوروں کے ایندھ سے بخون ہو کر آلام سوتیں ایک ایک لیے پر جانور بھی جھڑکے کرنے میں کچھ زیادہ پس و پیش نہ کرتے تھے لیکن مثل مشہور ہے کہ ایک اور ایک گیارہ ہوتے ہیں اسلئے جنگلی درندوں کو بھی ان پر حملہ کرنے میں ذرا پس و پیش اور اپنے بازوؤں کی طاقت کی حاجت کرنی پڑتی تھی اور اس حاجت کا عام طور پر نیچویں ٹھکانا تھا کہ وہ حسرت بھی لگائے ہوں سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے چلے جاتیں اور جنگل کے اندر گزر جانور پر اپنا غصہ اتاریں

یہ دو آدمیوں کے کنبہ آہستہ آہستہ اور زیادہ وسیع ہوا لیکر جب اسمیں دس دس آدمی ہو گئے تب بھی دستور رہا کہ سب اسی طرح کاموں کو تقسیم کر لیں کسی کی کوئی ضرورت انہی ہی نہ رہے اور ایک کے آرام سے دوسرے کو تکلیف بھی نہ پہنچے جب کبھی اتفاق سے کوئی شخص کوئی ایسا کام کرتا کہ جس سے اسے خود تو آزار نہ لے لیکن اس کے دوسرے بھائیوں کو دکھ ہو تو دوسرا رے کا سارا کنبہ انھیں لال بہل کر کے اس سے مطالبہ کرتا کہ اس کام کو بند کرے اور اس متفقہ مطالبہ سے کس کی خیال تھی جو سرتابی کرتا اس طرح آہستہ آہستہ چند روز میں تمدن یعنی بل جل پہننے کے متعلق خود بخود چند ابتدائی قاعدے ایسا طے ہو گئے جو اگرچہ تحریر میں تو نہ آئے لیکن دل پر ہر فرد کے نقش ہو گئے اور ان کی پابندی اس طرح ہونے لگی گویدہ بالکل نظری اور طبعی چیزیں ہیں یہ سب کون حالات اور یہ مرغبان و مرغ کا طریق عمل اس قدر اچھا تھا کہ یہ کون و فساد کی دنیا اس کی بدولت بہت ہو گئی تھی خود آپ کے ملک کے ایک شاعر کا تجل بھی بہت کے متعلق ہی ہے یہ بہت اچھا کہ آزار سے نباشد کسے سا با کسے کار سے نباشد اسی عرصہ میں ایک نئی بات اور پیدا ہوئی وہ یہ کہ اس جھوٹے سے کنبے میں ایک بہت ہی شریف اور بہادر لوجوان داخل ہوا اور اس نے چند ہی روز میں اپنی خوش خلقی ایمان داری اور بہادری کی بدولت پورے کنبے کو اپنا گدیہ بنا لیا ادھر اس کے کان میں جھوٹوں بھی یہ بھنک پڑی کہ کنبے کا کوئی آدمی تکلیف میں ہے یا اس پر کوئی حادثہ ہو گیا ہے اور ادھر وہ اس کی مدد کے لئے دوڑا اگر وہ درندوں کے غول میں گھر گیا تو یہ شیر دلیرانی جان کی پروا کئے بغیر ان جانوروں پر چھپٹ پڑا اگر وہ دقت سے گھر پڑا ہے تو اسی اپنی پیٹھ پر لا کر غار تک لے آیا اور اگر وہ بیمار ہے تو کنبے کے بڑے بڑوں سے پوچھ کر جڑی بوٹیوں کچھ لا کر اسے کھلا دیں اور اس کے سر پر ہاتھ بٹھکے برابر اس کی خدمت کرتا رہا یہ باتیں ایسی تھیں کہ چند ہی روز میں سب اس پر بھروسہ کرنے لگے اسے اپنا پشت پناہ سمجھنے لگے اور ضرورت کے وقت اسے مدد کے لئے پکارنے لگے ہر دل میں اس کے لئے عظمت پیدا ہو گئی اور ہر اس کے احکام پر خود بخود جھکنے لگا۔

جنگل میں جس طرح یہ قبیلہ آباد تھا اسی طرح اور بھی بہت سے قبیلے آباد تھے اور ہر قبیلے میں اسی طرح ایک ایک سردار بن گیا تھا کبھی کبھی یہ قبیلے آپس میں دست در گریبان بھی ہو جاتے تھے اور ایسے موقعوں پر ہر قبیلہ سردار بڑے غرور اور بڑی آن بان کے ساتھ اپنے قبیلے کے آگے میدان جنگ میں طرف بڑھتا تھا اور انھیں بڑی ہوشیاری کے ساتھ بڑے بوڑھوں کی بتائی ہوئی تدبیروں کے ساتھ دشمنوں سے لڑا تھا بڑے بوڑھوں کے متعلق ایک بھدی سی مثل مشہور ہے کہ وہ ڈیبا میں بند کر کے رکھنے کے قابل ہوتے ہیں یہ ایک بہت بڑی حد تک صحیح بھی ہے۔ اور ہر زمانہ میں بڑے بوڑھے ایسے ہی حفاظت کے ساتھ رکھے جاتے تھے وہ گویا ایک اچھی خاصی کتاب ہوتے تھے جس میں انسانی زندگی کے نشیب و فراز کی تفصیلات درج ہوں اور یہ تفصیلات لوجوانوں کے لئے ہر جگہ شعل راہ کا کام دیتی تھیں گویا عقل مند اور تجربہ کار بڑے بوڑھوں



ہر دفع ہر کام کے متعلق اپنے مفید مشورے دیتے تھے اور انہی باتوں میں جو سب سے زیادہ جہاد سب سے زیادہ شرف اور سب سے زیادہ حقدار خاندان ہوتا تھا وہ ملالت اور سرداری کے فرائض انجام دیتا تھا استاد زمانہ نے ایسے لوگ بھی پیدا کئے جن کے دل خدمت کے بغیر عظمت حاصل کرنے کے تمنی تھے اور ان میں سے جو کامیاب ہوتا گیا اسی نے اس بہشتی نظام تمدن کو دہرہ دہرہ کر دیا اور کج رجحانات رونما ہو گئی ہے وہ آپ آنکھوں کے سامنے ہے۔

اسلام نے سب سے پہلے تو ہمیں یہ دی کہ ان الحکمہ الا للہ یعنی حکومت صرف خدا کے لئے مخصوص ہے کسی اور کا اس میں حصہ نہیں اس کے بغیر جس حکم دیا کہ تم میں سے جو تمہارا امیر ہو اس کی اطاعت کرو گویا ہماری جماعت میں جو شخص اپنی خدمات کی بدولت اپنے آپ کو سب سے زیادہ اہل ثابت کرے اسے اپنا امیر منتخب کرنے کے بعد ہم اس کی اطاعت اسی طرح فرض ہے کہ جیسے خدا اور خدا کے رسول کی لیکن صرف اسی وقت تک کہ جب تک یہ امیر ہم پر اپنی خواہش اور اپنی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ خدا کی مرضی اور خدا کے فرمان کے مطابق حکومت کرے اس ستم کی حکومت کا بہترین نمونہ خود ہمارے آقا اور مولا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہماری جماعت کا بڑے سے بڑا فرد بھی ہے آپ کو حضور اور کایک ادنی غلام لقہور کرتے ہیں اور آپ کے ذرا سے اشارے پر اپنی جان تک آپ پر فدا کرتے کو تیار ہے اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ایسی فرمانبرداری اور ایسی اطاعت شرافت دنیا کے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی سیر نہیں ہے لیکن اس کا باوجود آپ کی یہ حالت ہے کہ کبھی اچھی غذا نہیں کھاتے کبھی اوروں سے بہتر کھانا نہیں کھاتے کبھی دوسروں سے بہتر کھانا نہیں کھاتے لیکن بیشتر کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سنی گوارا نہیں ہوتی۔ یتیموں اور یتیم خانوں کی طرح کی خدمت خود بنفس شخص کیا کرتے ہیں اور کبھی کسی اجنبی کو آپ کے کسی انداز سے یہ معلوم نہیں ہونے پاتا کہ آپ ہی اس قلمرو کے فرمانروا اور اس جماعت کے حاکم اعلیٰ ہیں۔ ایک طرف عدل انصاف کی یہ حالت کہ اگر خود آپ کی سخت جگر حضرت فاطمہؓ ہمارے کوئی قصور سرزد ہو جائے تو ہمیں بھی تھوڑا سا سزا دینا ہے بغیر جھوٹے کھینچے آپ تیار نہیں ہیں اور دوسری طرف خود دعا کا یہ عالم ہے کہ خود جھوٹے رہ کر اپنا کھانا دوسروں کو کھلا دیا کرتے ہیں۔ آپ کو مشکل سے یقین آئے گا غزوہ خندق کے موقع پر جب یہ فیصلہ ہوا کہ ہم لوگ خندق میں کھود کھود کر انہیں اپنا مورچہ قائم کریں اور اس طرح دشمن کے حملہ کی ممانعت کی جائے تو ہم سب کی التجاؤں کو مسترد کر کے حضور الفز برابر خندق میں کھودنے میں ہماری شریک رہے اس کے علاوہ اور کچھ بھی ایسے ہوئے ہیں جن کا سب حضورؐ نے حالت سفر میں بڑا دیرینہ کھانا وغیرہ پکانے کے کاموں میں بالکل نہیں برابر کیا مدد دی ہے آپ کو خود ہی پور فرمائیے کہ آپ ایک ایسے بادشاہ کو پسند کریں گے کہ بوند تو آپ کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہو اور نہ آپ کو گاڑی کھانی کی دولت میں کوئی حصہ لگاتا ہو یا آپ کو دوسرا فرمانروا پسند آئے گا جو آپ کو ٹوٹ لوٹ کر اپنی جبین بھرنے اور آپ کی کھاتی دولت سے عیش کرنے کے سوا اور کچھ نہ کرنا ہو۔ جناب میں سے ہر فرد کو اجازت ملتی غلام اور آپ کی املاک و جائداد کو اپنی متصرف اور مقبوضہ ملکیت تصور کرتا ہو جسے آپ کے آراء و آسائش کا خیال ہو یا خود کو کھاتی میں بھی تکلف اور تامل ہو یا ہو کہ اپنے ذرا سے آرام کی خاطر آپ کو انتہائی تکلیف و مصیبت میں ڈال دے اور جس کے قلمرو میں قانون صرف اس کی اپنی مرضی کا اور اور انصاف صرف اس کے اپنے حکم کا نام ہو۔ ایمان سے کہ آپ ہمارے بادشاہ کی صفات معلوم ہو جائے کے بعد کیا انداز سے آپ کا دل بہت زیادہ رہا ہے کہ کبھی دربار پر ملاقات مار کر ایسے آقا اور ایسے سردار کے قدموں میں آٹیں کہ جو انسان کی کج قدر جاننا اور آپ کو اپنی رعایا کا خادم و مامور

حکومت کا صحیح نہوم ہمیں سمجھا دینے کے بعد اسلام نے ہمیں بھی ہدایت کی ہے کہ اپنے سارے کام باہیں مشورہ سے کیا کریں اور ہم روزمرہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہم سب سے زیادہ غلط اور صحیح الٹی ہونے کے باوجود ہمارے آقائے نامدار کبھی کوئی کام ہمارے مشورے کے بغیر نہیں کرتے اور اسی طرح گویا ہمیں علی طور پر اس بات کی تعلیم مل رہی ہے کہ حکومت کا اصل اور صحیح نہوم یہ ہے کہ حکمران اپنی قوم کا خدمت نہیں بلکہ خدایہ اور قوم و ملک کیلئے جو قانون بھی بناتے اس میں اپنی ذاتی رائے پر بھروسہ کرنے کی بجائے قوم کے تمام بہترین دماغوں کو ہمیں شریک کر لے ہیں بتایا گیا ہے کہ تمام انسان ایک ہی کنبہ میں ہیں سکھایا گیا ہے کہ تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں ہیں حکمران ہے کہ تم اس موقع پر بھی عدل کرو کہ جب اس سے تمہیں ملتا ہے رشتہ داروں کو نقصان پہنچا ہو میں ہدایت موعی ہے کہ ہم حکومت کرنے کی شانہ کریں کیونکہ حکومت تو صرف خدا کا حق ہے ہمیں حکم ملا ہے کہ خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کریں اور ہم میں سے جو ہمارا سردار ہو اس کی اطاعت کریں۔

میں حکم ملا ہے کہ نیکی اور برہنہ گاری جہاں بھی ہو ہم اس کے ساتھ تعاون کریں اور ظلم و عدوان کے ساتھ تعاون کرنے سے ہمیں روکا گیا ہو ہمیں بتایا گیا ہے کہ زمین ہماری ملکیت نہیں بلکہ خدا کی ملکیت ہے اور اللہ کی طرف سے اس کے وارث وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو اس کے نیک بندے ہیں ان تمام ہدایات و احکام کو ایک جگہ کر کے آپ خود ہی اندازہ کر لیجئے کہ حکومت کے نہوم اور حکومت کی طرز میں اسلام نے کس قدر انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہو اسلام ہمیں پھر اسی صحیح اور فطری طرز تدبیر پر لے آیا ہے کہ جہاں سے ہم رستہ بھٹک گئے تھے

غیر سادی سلوک کی دوسری بہت ہی بین اور واضح مثال غلام بنانے کی رسم ہے آج تمام دنیا میں رسم عام ہے کہ ایک ہونٹیا اور دھالاکائی کہیں کہیں سے اور کسی نہ کسی طرح حیدر انسانی بچوں کو ہلاک کرنا یا بچہ اپنے ہمراہ لے آئے اور گاہر بڑی کی طرح انہیں بھول لوگوں کے ہاتھ سے ڈالنا ہو اور اس طرح بک جانے کے بعد وہ اسی طرح اپنے آفاقی ایک ملک اور مقبوضہ شے ہو جاتے ہیں کہ جیسے ایک لکڑی کے یا ایک مکان اور سامان آراستہ ہو آفاقی ان سے نامراض ہو کہ صرف اس تصور پر کہ وہ اس کے محل سے محرم کی تعمیل سے قاصر رہے تھے انہیں مار ڈالے تو اس سے کوئی باز پرس نہیں ہوتی ہزاروں لاکھوں آدمی کو جو یعنی طور پر میری اور آپ کی طرح شریف انسانوں کی اور ادب میں محض رسم کی بدولت غلامی کی ذلت میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں اور انہیں یہاں ایک انسان انکی جان اور انکے مال کا مالک ہے امیروں اور دونوں دونوں نے ایسے بے ضبط انسانوں کے گلے کے گلے اور فحش کی فوجیں پال رکھی ہیں اور انہیں اپنی شان و شوکت کی خود کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ خود آپ کے دولت خانے پر بھی غلاموں کی اچھی خاصی جلاوت رہتی ہوگی اب آپ خود ہی انصاف سے کہتے کہ اپنے بھائیوں کو ایسی ذلیل اور کردہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دینے میں آپ کہاں تک حق بجانب ہیں کیا اگر خدا خواستہ خود آپ کو ایسی حالت میں رکھا جائے تو آپ کو وہ زندگی پسند آئیگی؟ اگر نہیں تو پھر میں کے کہا ہے میں کہ آپ نے اپنے بھائیوں کو اس ذلیل حالت میں مبتلا کر رکھا ہے اپنے لاکھوں اور کروڑوں ابناء قوم اور افراد جس کو غلام بنا کر یہی نہیں کہ آپ نے ان کے لئے اپنی زندگی و مال کر دی ہو بلکہ خود اپنی قوم کا بھی ایک بہت بڑا نقصان کیا ہے یہ سب لوگ اگر قوم میں رہتے اور قوم کے لئے کام کو کرتے تو اپنی محنت اور کمائی سے قوم مستفید ہوتی اب وہ صرف آپ کی یعنی اپنے چند آقاؤں کی خدمت کرتے ہیں اور قوم انکی محنت کے ثمرات سے محروم ہے وہ قوم پر ایک ناقابل برداشت بوجھ ہیں کیونکہ ان سے فائدہ کچھ نہیں دی اور انہیں کھانا کھلانے کے لئے قوم کی دوسرے محنتی افراد کو ڈیوٹر بھی اور دو گنی محنت کرنی پڑتی ہے زر زر برق دریاں پہنے اور کر کے جس وقت یہ غلام آپ کے پس پشت کھڑے ہو کر گس رانی کرتے ہیں یا آپ کی کتاب

تھائے گھوڑے کے قدم سے قدم عمار کو دوڑتے ہیں تو اس وقت یعنی طور پر ایک عجیب بکرت اور عجیب سرور آپ کو محسوس ہوتا ہے لیکن فرما اس پر تو فوراً کہجئے کہ آخر آپ کی قوم نے آپ کے ساتھ ایسی کیا برائی کی تھی جو آپ نے اسے اپنے اتنے بہت سے فرزندوں کی خدمات سے محروم کر دیا اور خود ان ابنائے جنس نے جو اس وقت اپنی غلامی میں حاضر ہیں ایسا کیا جو م کیا تھا کہ جبکی یہ سزا لی ہے آپ اس حقیقت کو برابر اپنے ذہن میں رکھئے کہ غلام کسی دوسرے گھٹیا کارخانہ میں نہیں بننے میں بلکہ وہ بالکل اسی طرح کے انسان ہیں کہ جیسے ہم اور آپ اب یہ دیکھتے کہ آپ کا یہ برتاؤ ان کے ساتھ کس حد تک قابل تعریف ہے

میں آپ کے تبسم اور آپ کے چہرہ کے انداز سے یہ سمجھ رہا ہوں کہ آپ میرے خیالات سے متفق ہیں اس لئے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام نے اس رسم قبیح کے مٹانے کی کیا صورت اختیار کی ہے اور کس طرح اس بد نصیب گروہ انسانی کی حالت میں اصلاح اور بہتری کی کوشش پہلا کی ہیں حضور اکرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ فوراً اپنی تمام لونڈیوں غلاموں کو آزاد کر دو اور اس میرٹ مصلحت پہناں تھی اگرچہ حضور کے حکم سے سرتابی کی جلال تو ہم میں سے کسی فرد کو نہ ہو سکتی تھی پھر بھی اسنا مفرد ہوتا کہ غلامان رسول میں سے بغیر تعداد ایسی ہی ہوتی کہ جو اس حکم کی تفصیل خوشنودی سے ہمیں بلکہ ناخوشگوار سی کے ساتھ کرتی کیونکہ اول تو لوگ اسے اپنا بہت ہی بڑا مالی نقصان تصور کرتے کہ بے آسانی سے برداشت نہیں کیا جاسکتا تھا اور دوسرے لوگوں کی جو خدمات ان غلاموں سے متعلق تھیں اکثر ضرورتوں میں انکا انجانا ہونا ممکن ہو جاتا۔

فرض کیجئے کہ کسی شخص کے پاس سو غلام ہیں اور ان سے وہ کھیتی باڑی کا یا تجارت وغیرہ کے متعلق اسی قسم کا کوئی کام اور لیتا ہے اب اگر حکم مٹے ہی ورنہ ان سب کو آزاد کرے تو اگر ہر غلام کی قیمت سو دینار ہے تو ایک طرف اسے دس ہزار دینار کا نقصان عظیم پہنچتا ہے اور دوسری طرف کل جمع کو اس کے پاس ایک بھی آدمی نہیں رہتا جو بھا کر کھیت پر کام کرے نہ زب اسلام کے متعلق ہمارے خدا کا یہ فرمان ہے کہ نہ زب کی طرف سے ہم پر کوئی مسخ نہیں ہے بلکہ ہمارے لئے آسانیاں مہیا کی گئی ہیں ایسی صورت میں ہیں الیٰس بنی اسرائیل میں مقبوضینا یعنی نافرمان الہی کے خلاف ہونا۔ اسلام نے ہمیں یہ حکم سننے کی بجائے کہ ہم تمام غلاموں کو فوراً آزاد کر دیں یہ حکم دیا کہ ہم غلاموں کے ساتھ بالکل وہی برتاؤ کریں کہ جیسا اپنے گھر والوں کے ساتھ کرتے ہیں اور انہیں ضرورتیں دیں اور جہاں ہمیں ان کاموں کی تفصیل بتاتی ہے کہ جو خدا کی نظر میں نیک کام ہیں اور جہاں اپنا ذرا مال صرف کرنا خدا کی راہ میں صرف کرنا مقصود ہوتا ہے وہاں اور سچے کاموں کے ساتھ ایک اس پیر کا بھی ذکر ہے کہ لوگوں کی گردنیں غلامی سے آزاد کر لائی جائیں اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف تو خود لوگوں نے شوق سے ایک ایک دودو کر کے اپنے غلاموں کو آزاد کرنا شروع کر دیا اور دوسری طرف دو تہہ لوگوں نے غلاموں کے مالکوں سے اس کے غلام خرید کر کثرت آزاد کر دئے غلاموں کی موجودہ تعداد میں کمی کرنے کی ایک صورت بھی اسلام نے نکالی کہ بعض گناہوں کا کفارہ ہمارے لئے یہ مقرر کر دیا کہ غلام آزاد کریں اس قسم کے گناہ جب ہم لوگوں سے صبر نہ ہوئے اور ہمیں یہ معلوم ہو کہ اگر ایک مقبوضہ غلاموں کی آزاد کر کے ہم خدا کے حضور میں ملکی سزا سے بچ سکتے ہیں تو ہم نے بعد خوشی و شوق غلاموں کو آزاد کر کے اپنی نجات کی صورت نکالی غلاموں کو بالکل اپنا بھائی سمجھنا اور انہیں وہی کھانا پانا اور مہنا تاکہ جو ہم خود کھاتے اور پہنتے ہوں کوئی آسان کام نہ تھا اور ان شرائط کے ساتھ غلاموں کی فوج میں کی فوج میں باقی بالکل نکل چکا اسلئے یوں بھی یہ دیکھ کر کہ غلاموں کو کھلانے اور پہنانے کا صحیح بہت بڑھ گیا ہے لوگوں نے انہیں بہت بہتر فروخت کر کے کیا آزاد کر کے طمعہ کرنا شروع کر دیا اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان ہو گیا کہ صرف چند سالوں میں تمام خیرۃ القریب میں غلام کا نام و نشان بھی نہ رہے گا اب تک غلام ذلیل ترین انسان تصور

کہے جاتے تھے اور حضور انورؐ کے حکم سے مجبور ہو کر لوگوں نے انہیں تو گوارا لیا تھا کہ غلاموں کا اپنے پاس بیٹھنا اور انہیں لکین شریف گھروں میں ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات قائم کرنے کو ضروری یا بوث رنگ و عار سمجھا جانا چاہئے تھا اس لئے حضور انورؐ نے ایک آزاد شدہ غلام یعنی جناب بیگم کی شادی اپنی چھوٹی زاد بہن حضرت زینب کے ساتھ کر دی اور کچھ عرصہ بعد جب حضرت زینب نے انہیں طلاق دیدی تو آپؐ نے خود حضرت زینب کے ساتھ نکاح کر لیا اور اس طرح ہم ہمہ ثابت کر دیا کہ ایک آزاد شدہ غلام ہر لحاظ سے ان لوگوں کے برابر ہے جو کبھی غلام نہیں بنے

ملک میں جتنے لونڈی غلام موجود تھے ان کے متعلق یہ نظام کرنے اور ان کی حالت و حیثیت کو آفاقی برابری پر لے آنے کے بعد حضور انورؐ نے بالکل نیا الفاظ میں ایس کی معافیت فرمادی کہ آزاد انسانوں کو اس طرح فروخت کر کے غلام بنایا جائے اور اس طرح نہایت خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ برابر ہا سال کی پڑھی ہوئی ایک نیم سوم رسم و بلا کر ہی وقت اور غریبی کے ہمیشہ کے لئے مٹ گئی

غیر مساویانہ سلوک کی ایک تیسری صورت اور بھی ہے جو کہ غلامی کی رسم طرح تمام دنیا پر عام ہے اور یہی وجہ سے اشراف المخلوقات کی آدمی آبادی غلامی بلکہ بعض حالتوں میں شاید غلامی سے بھی بدتر حالت میں زندگی گذار رہی ہے دنیا میں جتنے جاندار ہیں ان میں نر و مادہ کی دو متغیر بالکل اسی طرح موجود ہیں کہ جس طرح انسان میں لیکن کیا آپ جانوروں کی کوئی ایک جنس بھی ایسی پائے جاتے ہیں کہ جنہیں نر و مادہ پر غلبہ اور ایسا اختیار حاصل ہو کہ جیسا انسانوں میں مردوں کو حاصل ہے گائے بیل اونٹ گھوڑے بکری ہرن شیر کے بھڑے غرضیکہ صد ہا قسم کے جانور ہماری نظروں سے رات دن گزرتے ہیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی ہم نہ دیکھتے کہ مادہ اپنی دور و ٹوٹی کی خاطر نر کی غلام ہو اور نر اس کی جان و مال کا مالک بن جائے اور انسان کے علاوہ جانداروں کی کسی اور جنس میں یہ بھی نہیں دیکھتے کہ مادہ نر کی نسبت اس قدر کمزور ہو اس قدر ضعیف الجذہ اور قدر قدامت میں اس قدر کم ہو کہ ایک گھوڑا ایک گھوڑی تقریباً ایک ہی جیسے لیے ایک ہی جیسے مضبوط اور طاقتور ہوتا ہے ہر گائے ہر بکری ہر گائے اور ہر شیر میں اپنے لئے غذا تلاش کرنے یا چھوٹے جانوروں کو شکار کرنے کی اسی قدر قابلیت اور استعداد رکھتی ہے کہ جتنی اسکا نر رکھتا ہے اور ایسی مثالیں بھی رات دن نگاہ سے گذرتی ہیں کہ ایک مادہ اور ایک نر میں لڑائی ہو جائے پر مادہ زیادہ جاکدست زیادہ دم خم عالی اور زیادہ مستقل مزاج ثابت ہوتی اور نر کو اپنے تمام ادوار فوقیت کے علی الرغم منہ کی کھائی پڑی اور ضعف لطیف کے نیچے طاقتیں با دانت بے بنا نہایت ہوتے ان مشاہدات سے یہ بھی طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مادہ فطرت نے اپنے بیٹے اور بیٹی کو قریب قریب یکساں قوت و طاقت اور تقریباً برابر کا سا جیسا اور جسم دیکر دنیا میں بھیجا تھا اور انسانی جماعت میں جو میں اور فہم ہم بالمشان فرق نر و مادہ میں نظر آتا ہے یہ فطرت کا وہ عجب کردہ نہیں بلکہ کسی نہ کسی طرح ہمارا پندار کیا ہوا ہے فطرت نے مرد اور عورت کو قریب قریب ایک ہی طاقت اور ایک جیسی قوی دیکر بھیجا ہے لیکن بعض ضرورتوں اور مصلحتوں کی بنا پر مرد اور عورت دونوں کی باہمی رہنمائی سے یہ قرار پایا کہ مرد گھرسے باہر کے کام جو اکثر بہت محنت اور مشقت کے ہوتے ہیں کیا کرے اور روٹی کما کر لائے اور عورت گھر میں بیٹھ کر گھر اور بچوں کے متعلق تمام خدمتیں انجام دیا کرے جن میں اتنی زیادہ محنت کی ضرورت نہ تھی ایک طرف ورزشی اور سخت جسمانی محنت نے مرد کو مضبوط و توانا اور دوسری طرف عورت آرام و آسائش کی زندگی بسر کرنے کرتے نرم نرم و نازک ہو کر رہ گئی اور اس طرح دونوں کے قوی جہانی میں وہ غیر معمولی فرق رونما ہو گیا ہے کہ جو ہمیں آج نظر آ رہا ہے۔ مرد نے یہ دیکھا کہ وہ صاحب طاقت ہے نیز یہ دیکھ کر کہ عورت اپنی زندگی کی ضروریات کے لئے کچھ اسکی محتاج ہے ان صورت حالات سے ناچار نر فائدہ اٹھایا اور عورت کی اپنی ایک مملکت اور مقبوضہ شے تصور کرنے لگا اسے عورت کے ساتھ فطری دلچسپی تو باقی تھی لیکن وہ چدر دی باقی نہ رہی جو تبادلی الحقیقت و انسانوں میں پیدا ہو کر کرتی ہے وہ غالب تھا اور عورت مغلوب اور اب اسکا گھر اس کے لئے اگلے زمانہ کی طرح بہشت نہ تھا جہاں عورت کی محبت کی ہزین ہوتی اور جہاں سحر

محبت کے زندہ اور جاندار بھل اپنی دلکشی اور دلاویزی سے اس خاکی زندگی کی سرسبز کو دو بالا کر دیتے ہوں مرد نے اپنی فوقیت سے دل کھول کر فائدہ اٹھایا اور وہ سب کچھ کیا کہ جو ایک ظالم بادشاہ اپنی رعایا کیلئے یا ایک غلوب انضباط کا پانی غلام کے ساتھ کیا کرتا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ اگر عورت اس قدر محبوب اور معذور نہ ہو چکی ہوتی تو ناکمل تھا کہ وہ مرد کی ایسی زیادتیوں اپنے ٹھنڈے کلیجے برداشت کرتی باپ اپنی بیٹی کی پیدا ہونے کو اپنی بد نصیبی خیال کرنے لگا بھائیوں کو اپنے اس تصور سے شرم دانگیں ہونے لگی کہ انہی میں کسی دوسرے شخص سے یہابی جانیگی اور اس فرضی اور خیالی شرم کی بنا پر غریب لڑکیوں کا پیدا ہونے ہی لگا گھوٹ دیا جانے لگا۔ نہ بی جاہ داروں نے فتویٰ دیدیا کہ عورت کے اندر روح ہی نہیں ہوتی وہ شیطان کی بیٹی ہوتی ہے اور سانپ بچو بھی اس سے بہتر ہوتے ہیں۔ اب کس کی مجال تھی کہ غریب نے بد نصیب عورت کی حمایت میں آواز بلند کرنا، اور خیال ہو یا نہ ہو کسی کو ایسا کرنے کی غرض کیا بڑی تھی ملکی اور خود ساختہ مذہبی قوانین نے اسے تمام انسانی حقوق سے محروم کر دیا باپ کا عہدہ کا اندوختہ تمام کام کا تمام بیٹوں کا حصہ ٹھہرا خود کی ساری چوٹی ہوتی عمر کی دولت بوی کی ملنے کی بجائے بیٹوں کو ملنے لگی اور خاندان کے مر جانے کے بعد اسے مردہ لاش کے ساتھ زندہ جلاد بننے کی تمام اختراع کر لی گئی عورت دنیا میں صرف اس لئے پیدا کی گئی تھی کہ وہ مرد کی سچی رفیقہ اسکے گھر کی بنیاد اور اس کے دل کی تسکین ثابت ہو گھر کی زینت وہ اب بھی تھی لیکن ایک ایسی بہت سی کہ جس کے ساتھ ایسے ایسے ظلم کئے جاتیں مرد کی زندگی کی رفیقہ رہ سکتی تھی اور یہ تسکین قلب باہر سے محنت و مشقت کر کے مرد کے گھر آنے پر وہ مسکراتی اب بھی تھی لیکن اب اس کی مسکراہٹ میں نہ وہ الگی سی تازگی تھی اور نہ لطافت۔ اب وہ جلی مسرت کی وجہ سے نہ مسکراتی تھی بلکہ صرف اس غرض سے کہ وہ مرد جو اسے روٹی لپٹا دیا کرتا ہے کہیں بدل نہ ہو جائے اور اس کے بھندے سے نہ نکل جائے۔ وہ اب بھی گھر کے سب کام کاج کرتی تھی لیکن بیداری سے صرف اس لئے کہ اس کا آقا اور اس کا خداوند بدیکھ کر کہ وہ گھر کے کاموں سے دل پی نہیں لیتی کہیں اسے ہاتھ پیر کر نکال دے اب اس کی زندگی کا یہ عقیدہ رہا تھا کہ وہ ابھی محبت کی شراب کے جام پر جام ملا کر مرد کو اس قدر مسرور اور تازہ دم کر دے کہ وہ دوسرے دن بھر ایسی قدر شوق کے ساتھ محنت کرنے کیلئے گھر سے نکل جائے اب اس کی زندگی کا صرف یہ ذیلی اور مکروہ تصور رہ گیا تھا کہ وہ ایسی عیاریوں اور مصیبتوں میں آلائیوں کے ذریعہ سے مرد کو اپنی جانب مائل اور اپنی ادائیگوں پر مغیرہ رکھے تاکہ اس کی آسائشوں میں فرق نہ آنے پائے مرد اور عورت کی زندگیوں کے تقاضا جب مشترک نہ رہے اور دونوں ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہونے کی بجائے جب حریف بن گئے تو گھروں میں اب وہ سچی مسرت اور وہ حقیقی سکون کہاں آتی رہ سکتا تھا ہر گھر میں دروغ کا نمونہ بن گیا اور مرد و عورت سے باعورت کو مرد سے جو وابستگی باقی رہ گئی وہ محبت کی بنا پر نہ تھی بلکہ اپنی اغراض کی بنا پر تھی اور یہ صورت حال کسی طرح بھی خوشگوار نہ تھی اپنے ملک کے عورتوں کی حالات اور حیثیت میں اس قدر نابرابری موجود ہونے پر کیا کسی طرح بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی نسل اور ایک ہی جنس کی مصنفین ہیں (باقی آئندہ)

حُب رسول مولانا محمد امین صاحب جھنگوی نے اس میں ان حالات کو مستقل طور پر لکھا ہے۔ جن میں حب محبوب کا انداز عشق معلوم ہوتا ہے۔ اور عاشقوں کے چیدہ چیدہ حالات اور چیدہ چیدہ اشعار مندرج ہیں۔ یہ کتاب واقعی محب رسول کے پاس رکھنا ضروری ہے۔ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ شتم کرنے سے رکھنے کے لئے دل برداشت نہیں کرتا۔ قیمت ۲۰

ملنے کا پتہ پیچر جریدہ "شمس الاسلام" بھیرہ (پاکستان)

# ایک مہاجر قافلہ پاکستان میں

(ایک مسلسل مکالمہ)  
(تعمیراتی)

بیگم - بیٹی! اب تم بڑی اچھے کی نئی نئی باتیں کیھو گی۔ وہ جو تم نے رسول اللہ کی زندگی کا حال پڑھا تھا نا

انوری - ہاں امی۔ وہ رسول اللہ کا اور ان کے ساتھیوں کا حال جو ایک خدا کی عبادت اور بندوں سے نیکی کرتے تھے اور کہہ کے لوگ انہیں دکھ دیتے تھے وہ ابوجہل اور ابوسنیان اور ایسے ہی بڑے بڑے لوگ انہیں ستاتے تھے اور پھر یہ نیک لوگوں کی ٹولی مدینہ چلی گئی تھی اور وہاں انہوں نے اپنی پسند کی نئی سا زندگی بنالی تھی

بیگم - شاباس! انوری! تم نے تو ایک دفعہ کی پڑھی ہوئی کتاب کا مطلب خوب یاد رکھا ہے!۔ بس وہی مدینہ والی زندگی قائم کرنے کے لئے تو پاکستان بنی ہے اور ہم اسی طرح دکھ اٹھا کر سندھوستان سے آکر ہے ہیں جس طرح وہ بزرگ نیکو نکلے تھے

انوری - اچھا! اچھا! میں سمجھ گئی! یہ عبرت ہے نا! خاندان! اسی ننھی سی ٹیٹا کتنی بڑی بڑی باتیں کھتی ہے! بیگم - لو کہہ کی رکھی ہوئی سوڑا اب گھر گھر کرنے لگی ہے، کہ پہنچنے کے ہم لاہور میں!

انوری - ہاں تو اب آپ تیار ہے تھے۔ پاکستان میں اور کیا کیا ہو گا؟

خاندان - تم دیکھو گی کہ یہاں کوئی جھوٹ نہیں ہوتا، فربہ نہیں کرنا، لوٹ مار نہیں کرتا، شرابی ٹھکڑے نہیں ہوتے، شرباں نہیں پی باتیں قتل نہیں ہوتے

یہاں لوگ نیک زندگی کا ایک نظام بنا کے جی رہے ہیں

بیگم - تراشکر ہے اسے اسدا! (ایک ہاکر کی آواز آتی ہے)

ہاکر - جیل سے رہا ہو کر نکلے والے دکھ قتل کرنے گئے۔

تازہ خبریں۔ تازہ فہمیرہ۔ دودھ پیسے میں! آج کی تازہ خبر سچ

انوری - ابا یہ کیا؟

خاندان - کیا؟

انوری - پاکستان میں قتل؟

بیگم - یہ بدلہ لینے کے جوش کا نتیجہ ہے یہ تو ایسی خبریں سن کر کانپ جاتی ہوں

خاندان - یہ شرارتیں دراصل پاکستان کے دشمنوں کی ہیں

(ایک ایک شوٹمانے کے پاس سے گزرتی ہے جہاں بھڑنگ رہی ہے)

اور با "ٹھیکہ شراب پیسی" کا بورڈ لگا ہوا ہے۔)

انوری - ابا ابا! دیکھا آپ نے! "ٹھیکہ شراب پیسی" کا بورڈ۔

خاندان - کہاں؟

انوری - وہ پیچھے! اب تو دور رہ گیا۔

خاندان - ہوں!۔۔۔!

بیگم - پرانے بورڈ اب تک اتارے گئے ہوں گے۔!

(اب بس مال روڈ سے گزر رہی ہے)

بیگم - میرے اسد قہر!۔۔۔ یہ ٹکڑی ٹکڑیاں کتنی بے تیاہی، بے سوادوں

کھینچ سگار کے پھر رہی ہیں، سینے بھی کھلے ہیں۔ اسد سے مدد چ

تک غائب۔ یہ کم بخت ہندو ٹکڑیاں ہوں گی جو ابھی یہاں نہیں گئیں

ڈرائیور۔ جی ہندو لڑکیاں اب یہاں نہیں رہیں، یہ سب مسلمان کی بیٹیاں ہیں  
خان صاحب۔ ہیں مسلمان لڑکیاں؟  
بیگم۔ مگر پاکستان؟

انوری۔ اسی بارہ تو دیکھو محلہ کی بڑی بڑی گلیاں ہیں۔ اور گانا بھی پورا ہے  
خان صاحب۔ (راکھ چھانک کر) یہ سینا گھر ہے۔

بیگم۔ اے بیچارے رفیقوں پر یہ ظلم۔  
ڈرائیور۔ ہلے ساتھ بھی کچھ تو ہمارے ہم نہیں تو یہاں دیں کوئی کچھ؟  
انوری۔ ابا آپ تو کہتے تھے کہ پاکستان کے لوگ نیک ہیں لیکن تو رشتہ دار تو ہیں  
بیگم۔ بری حالت ہے یہاں تو۔

انوری۔ اسی بارہ تو دیکھو محلہ کی بڑی بڑی گلیاں ہیں۔ اور گانا بھی پورا ہے  
خان صاحب۔ (راکھ چھانک کر) یہ سینا گھر ہے۔

خان صاحب۔ بظاہر یہاں تو پاکستان کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔  
(بس بڑے ڈاک خانے سے ذرا آگے بڑھ کر پھر روٹ پر پہنچتے ہیں)  
اور وہاں کچھ لوگ اترتے ہیں جن میں خان صاحب بھی شامل ہیں۔  
سامان اتروا دیں بس لگے جلی جاتی ہے ایک تانگے والا پانا تاکہ  
خان صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہے)

بیگم۔ کیا مسلمان بھی ایسے ایسے ظلم دیکھتے ہیں اور گلہ سنتے ہیں! بھیاں اور پاکستانی  
خان صاحب۔ (ٹھنڈی سانس لیتے ہیں) (دل روٹے ایک چوک پر پولیس  
کانسٹیبل ٹریفک ڈیوٹی پر کھڑے ہیں، بس تیز چلی جا رہی ہے اور وہ ایک  
پہلو بدل کر اسے روکنے کا اشارہ کرتا ہے، ڈرائیور بس کو سنبھال نہیں  
سکتا۔ اور کافی دور جانے کے بعد روکتا ہے، وہیل کی آواز آتی ہے  
اور ڈرائیور اتر کر کنسٹیبل کے پاس جاتا ہے۔ دیر تک منت سماجت  
کے بعد وہ اسے کچھ دکھا کر لوٹتا ہے۔ بس پھر چلنے لگتی ہے)

خان صاحب۔ جو بری گوارڈز کا کیا لوگے چلتی۔

ڈرائیور۔ دور روپے مفت میں گئے۔

تانگے والا۔ یہ سامان بھی ہے آپ کے ساتھ؟ سالم تانگے کے پانچ روپے ہو گئے  
جی! یہاں سے کوٹھڑ دو رہیں۔ تانگے والے اور کھری جاتے ہیں

خان صاحب۔ کیا ہے؟ کنسٹیبل نے کچھ لیا ہے۔

خان صاحب۔ میں پانچ روپے؟

ڈرائیور۔ جی ہاں یہ لوگ تو اتنے غیر شلکے نہیں!

بیگم۔ آخر کوڑ ہے یا تانگہ؟

خان صاحب۔ جی ہاں یہ تو مسلمان ہوگا؟ پاکستانی پولیس کا سپاہی ہے نا؟

تانگے والا۔ جی میں تو رفیق دیکھا آپ سے مناسب دام مانگ رہا ہوں مگر کھری

ڈرائیور۔ پاکستان بننے سے پولیس تو پاک نہیں ہو گئی

سے پوچھ بیگا تو دس مانگے گا کیونکہ شہر میں اور دھڑا جاتا ہے

خان صاحب۔ تو کی رشتہ یہاں بھی چلتی ہے۔

زیادہ ہو گیا ہے۔

ڈرائیور۔ پہلے سے بھی زیادہ! آپ ٹھکانے پر پہنچ لیں تو ان دنوں ہوجائے گا۔ آپ

ایک شریف راہ گیر (جو چلتے چلتے ٹھٹھک گیا ہے) سامان تانگے والے کو کھری کوٹھڑ

جب راشن کارڈ ملیں گے، راشن لینے جائیں گے، مکان یا دکان الاٹ کر لیا

کے پانچ روپے مانگ رہا ہو! کچھ خدا کا خوف کرو، وہ سارے جی تو ہیں

جانتیں گے! ریل گاڑی کا ٹکٹ حاصل کرنا چاہیں گے تو چپے چپے پر یہ

پوچھ بری گوارڈز!

پاکستانی زکوٰۃ ادا کرنی پڑیگی۔

تانگے والا۔ یہ سلام مانگے رہے ہیں میاں سب!

خان صاحب۔ لا حول ولاقوت۔

راہ گسیر۔ ارے ہاں تو سالم ہی آٹھ آدمی نہ جاتے تو بارہ آدمی جاتے

ڈرائیور۔ مگر ہم لوگ بھی کسر پوری کر لیتے ہیں

خان صاحب۔ کیونکر؟

اور کیا۔ تم رفیق و دیگر ان کی گرہ کاٹ لینا چاہتے ہو؟

تنگے والا۔ (گھوڑے کو ٹھارتے ہوئے اور گلام ہلاتے ہوئے) اچھا جی! بارہ آنے والا تاکہ آئے گا تو لے لیجیگا۔

راہ گیر۔ صاحب! یہ لوگ تو آدمی کے کپڑے اتار لینا چاہتے ہیں۔ آپ ذرا رکھنے، کوئی اور تاکہ آجائے گا۔

خان مختار۔ حضرت! ذرا اتنا بتاتے ہائیگا کہ پاکستان میں اب تک لوگ اس قسم کی فریب کاریاں کرتے ہیں اور نادائق لوگوں کا پیسہ ناجائز طور پر ہرب کرنا چاہتے ہیں کیا؟

راہ گیر۔ میاں صاحب! پاک تان میں سمجھی کچھ بھڑا ہے

مع صورت آئینہ سب کچھ دیکھ اور خاموش رہ

خان مختار۔ نہیں جناب سب کچھ دیکھ کر خاموش کس طرح رہا جاسکتا ہے کیا

ہم نے ”لے کے رہیں گے پاکستان“ اور پاکستان کا مطلب کیا لا الہ

الا الہ کے لغو دنیا کو دھوکا دینے کے لئے لگاتے تھے۔ کیا

ہم نے گھر بار اس لئے چھوڑا ہے کہ وہی کافرانہ ماحول ہو

اور وہی ہماری زندگی؟

(بے شکریہ کوثر)

جام حیات [ حیات بعد الموت کے جملہ مسائل قرآن کریم اور حدیث نبوی علیہ السلام کی روشنی میں ایک جامع اور دل آزرانہ طرز تقریر سے ممبر لکڑا تحریر کرانی گئی ہے جو کہ ہر دھرمین کے لئے مشعل ہدایت ثابت ہو سکتی ہے۔ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب مرحوم نے یہ کتاب مولانا مولانا محمد حسین صاحب شوق سابق صدر المدین دارالعلوم عزیزیہ سے اپنی زیر نگینی تحریر کرائی تھی جو کہ اب کاغذ کی گرانی کے باوجود طبع کرانی گئی ہے کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت صرف ۹۰ محصول ڈاک

آخری پیغام الحق حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تقریر جو پہلے شمس الاسلام کے صفحات پر جلوہ گر ہے پہلی ہے! اور امید سے زیادہ مقبول ہو چکی ہے عام افادہ کیلئے کتابی شکل میں بویہ ناظرین کی گئی ہے آخری پیغام حق کے متعلق حضرت سجادہ نشین تونسہ شریف تھیں فرماتے ہیں:

”حضرت کرم منقول کے آخری کلمات نصیحت نہایت ہی گہرے بہاں میں اور ناظرین کی ہدایت کے لئے مشعل راہ ہیں“ قیمت ۸۰ محصول ڈاک کشف التلبیس مصنفہ مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دوسری یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ ”فخرا ایمان“ کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے بشیوعہ روسا کی طرف سے شیعوں میں مفت تفسیر پونا رہتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے مہذب پیرایہ میں مبلغ رتد اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطاعن اور

اعتراضات کے جواب دینے گئے ہیں حصہ دوم ۸۰ حصہ سوم ۸۰ (پہلا حصہ ختم ہو چکا ہے) ہر حصہ طلب کرنے پر ۱۲۰ علاوہ محصول ڈاک برقی آسمانی جہیں مزارے قادیانی کے اپنے قسم سے انکے سوانح و عقائد و عبادات و معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ صریح کئے گئے ہیں۔ علاوہ ادب خلیفہ نور الدین اور مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسک بر عقل و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مزارتوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ قیمت ۸۰ محصول ڈاک ۲۰

حقیقت شیعہ مولانا پیر قطبی شاہ صاحب مذہب شیعہ کے سرسبز رازوں کا انکشاف قیمت ۱۰۰ محصول ڈاک (پنجاب) صلیب کا پتہ ۱۰ مسیحیہ بھیرہ لاہور شمس الاسلام لاہور (پنجاب)



# یہ ناقابلِ شکست کہ مسلمان اپنی خون سے خرید ہو ملکاتِ ذمی و راپائیں

مسوئلہ مذم سے بھاگ کر اسلام کی پناہ حاصل کرنے کی شرائط  
ہمارے اکابر کا ایک خطرناک منصوبہ

(محترم نعیم صدیقی)

ایک ہنایت نظرناک سازش ہمارے سرمایہ پرست عناصر نے اپنے حلقوں میں تیار کر لی اور وہ یہ ہے کہ اسلامی نظام کے جو دعوے ہوں گے عوام سے کر رکھے تھے، انہیں پورا کرنے کے پورے نظامِ حکومت اور سوسائٹی کے ڈھانچے میں بن تبدیلوں کی ضرورت ہے وہ تو نہ کی جائیں، لیکن عوام کا منہ بند کرنے کیلئے کچھ مذہبی خدات ایسی انجام دے دی جائیں جو ان صحرات کے عیش اور انکی سرمایہ داروں اور نوابیوں کو متاثر نہ کریں۔ امارتوں اور نوابیوں کا تحفظ پھر ان مذہبی خدات کو پیش کر کے یہ لوگ خدا و رسول کا واسطہ دلا کر اپنی امارتوں اور نوابیوں کو اشتراکیت کے سیلاب سے بچانے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ اسلام کا انقلاب تو سرمایہ داری اور مسوئلہ مذم کو اپنے ریلے میں بہا لے جانے والا ہے لیکن ہمارے اکابر کا مجوزہ اسلامی انقلاب صرف مسوئلہ مذم کے خلاف زور دکھاتا ہے، سرمایہ داروں سے وہ پوری طرح ساز باز کرنے کو تیار ہے۔

ایک مثال مثلاً سردار عبدالرب شتر کی ایک تازہ تقریر کو سامنے رکھنے سے اگلو اس مدعا کا وضاحت سے اندازہ ہو سکے گا۔ فرماتے ہیں: ہمیں اب یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں اپنے سماجی نظام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق مساوات قائم کرنی ہے یا مارکس کی تعلیم کو شمع ہدایت تصور کرنا ہے۔

اب آپ بخور فرمائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی اور نمائندے وہ لوگ بننا چاہتے ہیں جو خود اپنی زندگیوں اس سنت کے مطابق بدلنے پر تیار نہیں ہیں۔ اپنی زندگیوں کو تو وہ مشائخ کے مطابق تبدیل کی، البتہ یہ حضرات معاشرت کو سنتِ نبوی کے مطابق چلانے کا دم خم رکھتے ہیں۔ فی الحالجب اسلام کا مطالبہ مسوئلہ مذم سے بھاگ کر اگر آپ حضرات اسلام کے زیر سایہ پناہ لینا چاہتے ہیں تو براہِ کرم اپنی حرام کی کاتیاں، اپنے ناجائز اخراجات سنتِ رسول کے خلاف جائز ادیں جمع کر دے، معیارِ حجاب سے اونچی خواہیں، سرمایہ دارانہ معیارِ زندگی، اور عیش پرستیاں حرمِ اسلام کی دہلیز سے باہر چھوڑ کر آئیے اسلام سرمایہ دار عیش پرستوں کی پشت پناہی کرنے اور نفس کی غلامی کرنے والوں کا کاروبار بننے نہیں دیا۔ قرآن کی آیتوں اور حدیث کی رعایتیں نہ بان پر لانے سے پہلے زبان کو پاک کیجئے۔

شرعیاتِ ہل یہ تقریر اور اسی طرز کی دوسری تقاریر اس خطرناک پروگرام کی غمازی کرتی ہیں جو ہمارے اکابر کے پیشِ نظر ہے۔ اسی پروگرام کے تحت عوام کو مسوئلہ مذم کی مخالفت کے لئے اپنے ساتھ سمیٹنے کو لاؤٹ اور ان کے ساتھ پاکستانی تجاؤں میں شمولیت ملی کا راگ الاپ رہے ہیں۔

اسی مل کی توجیع کے طور پر لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کے پرسنل (یعنی نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ امور کے ضوابط) کو خالص اسلامی ہدایات پر اتھار دیا جائے

رہا یہ امر جو خود حکومت کی مسند پر بھی اسلام کے قانون کے مطابق چلے، بڑے بڑے محاشی اور معائنہ ترقی مسلح بھی اسلام کے منشا کے مطابق حل کئے جاتیں، تجارت اور لین دین کا سارا سلسلہ بھی ہدایت نبوی کے تحت قائم ہو، جنگ اور صلح کے مسائل بھی قرآنی فلسفہ کے از سر نو مرتب کئے جاتیں، تو یہ چیزیں جیسے اکابر کے لئے سب سے قابل غور نہیں ہیں۔

یومنون بعض الکتاب یہ لوگ اسلام کے اس مطالبے سے بھی کتراتے ہیں کہ اپنے آپ کو جب مسلمانوں کا سربراہ بنائے تو اس علم، تقویٰ اور اخلاق کے مسلح ہوں جو خدا کی ہدایت اور نبی کی سنت سے ثابت ہے اور اس طرح بڑی خواہوں کے بغیر سلطنت کی خدمت انجام دیں جس طرح صحابہ دیتے تھے۔ ان تبدیلیوں کو قبول کرنے پر ان لوگوں میں سے کوئی بھی تیار نہیں ہے ان کا حال وہی ہے جو نبی اسرئیل کے اکابر کا تھا کہ کتاب الہی کے کچھ حصہ پر عمل کرتے تھے اور کچھ کو غیر مطلب پاکر تہ کر کے رکھ دیتے تھے اب یہ لوگ پوری امت کو اس گناہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں جس پر قرآن نے کہا تھا کہ اَفْتٰی مُمَنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُ بِاُخْرٰی مِنْهُ اُولٰٓئِکَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَاُولٰٓئِکَ اُمُتٌ مِّثْلُہُمْ ہاں!

کیا مسلمان ذمہ داری ہیں؟ اگر عام ملکی قوانین اور سلطنت کا پورا ڈھانچہ مغرب کے سرمایہ دارانہ جمہوری نظام پر چلتا ہے اور اس پہلو سے عقلی اور مصلحتی قانون سازی کا سلسلہ جاری ہے، اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا بے پناہ اسلامی روایات پر قائم کر دیا جاتے تو اس سے مسلمانوں کی حیثیت بالکل ذمیوں کی قرار پائیگی کہ وہ جو عبادت بھی اسلام کے مطابق کر سکتے ہیں اسلامی تقریبات کو بھی مناسکتے ہیں، اور نکاح و طلاق کے مسائل میں شریعت کے مطابق فیصلہ بھی لے سکتے ہیں مگر ملکی نظام میں ان کے دین کو دخل دینے کا حق نہ ہوگا۔ مسلمانوں کے لئے یہ صورت قابل برداشت نہیں ہے کہ وہ اپنے خون سے حاصل کئے ہوئے ایک ملک میں ذمہ دار قرار پائیں۔ اور ان کا اسلام الکیفی مذہب ٹھہرے مسلمان عوام اپنی سلطنت سے وہ حقوق کے کٹ گئے ہیں جو پہلے کتاب کیلئے متعین ہیں، بلکہ وہ اگر کہ اور انقلاب برپا کر کے مسلمانوں کے وہ پورے پورے حقوق حاصل کرینگے جو خدا و رسول کی طرف سے عطا کئے گئے ہیں، یعنی پرنسپل لاک کے ساتھ ساتھ دستور حکومت اور عام ملکی قانون یعنی دیوانی اور فوجداری ضوابط بھی دین سے لئے جاتیں گے اور ان میں کوئی غلط آمیزش نہ کی جائے گی۔

وہ اپنے سربراہ کاروں کو نکلنے کی طرح سیدھا کر دیں گے کہ وہ سرمایہ دارانہ حیثیتیں اور سرفنس پرستیوں کے لئے دروازے کھلے نہ رکھ سکیں، بلکہ اسلام کا نام لیں تو پوری طرح اس کے سامنے سر جھکائیں کیونکہ خدا کا مطالبہ ہے کہ ”اُدْخُلُوْا فِی السِّلَاحِ کَافَّةً“

تیار ہو جاؤ! بہر حال اب ہر ذہین مسلمان کو ان دو خطروں کے سد باب کیلئے خود بھی تیار رہنا چاہئے اور اور عوام الناس کو بھی خلیجی طرح گاہہ کرنا چاہیے کہ

۱۔ سرمایہ دار نفس پرستوں کو اپنی سرمایہ داری کے لئے اسلام کا واسطہ دینے کی جرئت نہ ہو سکے

۲۔ مغرب کی غیر اسلامی بنیادوں پر حکومت اور سوسائٹی کے نظام کو جاری رکھتے ہوئے صرف اسلام کا پرسنل لا نا ذکر کے

مسلم عوام کو اسلامی حکومت قائم کرنے کا فریب نہ دیا جاسکے۔

اور نہ تو یہ لوگ ان اسلامی اصطلاحات کو، ان دعوتی نصرت کو، اس انقلابی انگیز بیان کو اپنے مفاد کیلئے استعمال کرنے پر تیل چکے ہیں جنہیں تحریک اقامت دین کے سپاہیوں نے فضیلت سے متعارف کرایا ہے اور ان سب ہتھیاروں کو ایک طرف رکھ کر ان کے خلاف عوام میں استہلال کریں گے، اور دوسری طرف انہیں کے ذمے اپنے غیر اسلامی نظام حکومت کی حفاظت کریں گے۔



# اسلام کا دورِ ترقی

(مولانا غلام دستگیر صاحب تہی)

نئی نے ہوئی کھیتی اور ویاسمیت نے پانی  
عمر نے پال کر اس کو بنایا زرع لاشانی

ہوئی جب یحییٰ الزکاء کی پیدا صفت اسمیں  
تو لانی غیظ میں کفار کو اس کی فراوانی

اٹھا عثمان ذوالنورین کے عہد مبارک میں  
اشرکتا میں نام آہن سبا وہ ظلم کا بانی

ہوئے عثمان شہید اور کٹ مرے اسلام کو داعی  
بہا خون انکامیدانوں میں جیسے نہر کا پانی

کٹا عہد علی افسوس آپس کی لڑائی میں  
ہوئی وہ بات پوری جو اشر نے دل میں چھپائی

شہادت پانی کو فے میں علی نے اور بعد ان کے  
حسن نے صلح کی، تازہ ہوا جو شمسلمانی

ہوا دین منین کا غفلت قسطنطنیہ تک  
ہوئی توفیق خال المؤمنین کو جب جہان بانی

یہ پیدی عہد جب آیا تو پھر گر بڑ ہوئی پیدا  
دم مسلم ہوا پھر باہمی، تیج سے طوفانی

رکا طوفان سکوں آیا تو پھر دور ترقی تھا  
مسلمان ہو گئے ہندی و افغانی و تورانی

زمین اندکس بھی نعرہ کلبیر سے گونجی  
ہوئے ظلمت زدہ دہرا تواری سلمانی

یہ خال المؤمنین کے خاندان کا دور تھا جمیں  
عروج اسلام کو حاصل ہوا تا قتر امکاتی

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲۷) شاید سب سے پہلی بار اسمبلی اہل میں شیخ فضل حق صاحب پرچہ نے تقریر کرتے ہوئے اس چیز کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ جو آپ نے فرمایا اس کا مختص یہ ہے

”مگر سکولوں، کالجوں اور تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام و انتظام کیا جائے۔ اور مسلمان لڑکوں کو جو عام طور سے دینی معلومات سے بے خبری ہے۔ اس کو جلد از جلد دور کر دیا جائے۔ اور عربی مدارس جاری کئے جائیں۔ اور دارالعلوم دیوبند کے نمونہ پر ایک دارالعلوم قائم کیا جائے“

شیخ صاحب نے جو کچھ فرمایا یہ یقیناً مسلمان قوم کے جذبات و خواہشات کی پوری پوری ترجمانی ہے۔ اور ہم شیخ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اس بارے میں صحیح نمائندگی کی۔ اور زرداد کے کانوں تک ایک اہم بات پہنچا دی۔ جزا اللہ عناد عن مساکین المسلمین۔ لیکن تعجب ہوتا ہے کہ تقریر میں دارالعلوم دیوبند دام اللہ فیوضہ کا نام نہیں کر دیر تعلیم شیخ کرامت علی صاحب مضطرب و پریشان ہوئے۔ اور آپ نے جوابی تقریر میں کہا کہ

”اس خالص اسلامی حکومت میں دارالعلوم دیوبند کا ذکر نہیں کرنا چاہئے تھا“

یعنی شیخ فضل حق صاحب نے خالص اسلامی حکومت پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کا نام لے کر اس کے طرز و نمونہ پر دارالعلوم قائم کرنے کی تجویز پیش کر کے بہت بڑا گناہ کیا۔ کاحول و لا حول الا باللہ العلی العظیم۔ و نفوذ باللہ من شری و انفسنا۔ وزیر تعلیم صاحب کا خیال یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس خالص اسلامی حکومت میں شراب خانے ہوں تو خیر، عصمت فردوسی کے اڈے ہوں تو خیر، سیماؤں کی مدفن و گرم باناری ہو تو خیر۔ رقص و سمر و دے کے محفل اور نغمہ و نشاط کے سامان ہوں تو بہت بہتر۔ بنگوں۔ بھیمہ پندیوں۔ لائبریریوں و مقام بازی و سود ہو تو اچھی بات۔ ان سب باتوں سے خالص اسلامی حکومت کی اسلامیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ لیکن اگر دارالعلوم دیوبند کا نام اور اس کے طرز و نمونہ پر دارالعلوم بنانے کا ذکر آیا۔ تو بس ساری اسلامیت ختم ہو جائے گی۔

خود کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خمد جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساد کرے

حقیقت میں آپ کی قلمی خواہش تو یہ تھی کہ یہ کہیں کہ یہاں اس خالص اسلامی حکومت میں مذہبی دارالعلوم اگر قائم کرنا ہو تو دستار و غلین لکھنؤ کو بیان منتقل کیا جائے، اگر گھٹل کر کہیں میں شاید کچھ جواب مانع ہوا۔ تو فرنگی محل لکھنؤ کا نام لے لیا۔ تاکہ لکھنؤ کا مرکزی مقام تو زیر نظر رہے۔ دارالعلوم دیوبند کی حرکیت و اقام و قیام میں اسلام میں اس کی مقبولیت ایک ایسی حقیقت ہے کہ ہمارے وزیر تعلیم لاکھ چاہیں کہ اس کا ذکر خیر نہ ہو۔ لیکن اگر مسلمان غرور کے لئے کسی دارالعلوم کی تلاش کریں تو ان کو دیوبند کے سوا اور کہیں ایسا مرکز علوم و دینیہ اور جامعہ اسلامیہ مل نہیں سکتا۔ ذالک فضل اللہ و توبہ من یشاور

آفاقا گر دیدہ ام سیر تجاں دیدہ ام بسیار خراباں دیدہ ام لیکن توجہ دے دیگری  
دور حضرت شیخ الاسلام علامہ ملا ناظمیہ احمد صاحب عثمانی زید مجدہم سے استفسار کیجئے۔ ان کی رائے عالی صرف انکشاف کے لئے تو نہ تھی۔ جس سے مسائل علمی و دینی میں بھی توازن کے علم و فضل پر اعتماد رکھنا چاہئے۔

شیخ کرامت علی صاحب یہ یقین کریں کہ مسلمان پاکستان کو واقعی خالص اسلامی حکومت بنادینے کا عزم کر چکے ہیں۔ اور خالص اسلامی حکومت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے طرز و فنون پر ایک جامعہ اسلامیہ دین کی خدمت اور علماء کمالین کی جماعت تیار کرنے کے لئے موجود ہے۔ نیز یاد رہے کہ ہم دارالمبیین کھنڈ کے قرون پر دارالمبیین کی ضرورت بھی محسوس کرتے ہیں۔ اور ایسے کئی دارالمبیین بنا کر دم لینگے۔ اور تب ہم کہہ سکیں گے۔ کہ اب ہے پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ۔

## اطلاعات کا کردار کی حزب الانصاب پیر

دارالعلوم امیرینہ میں تعلیم نہایت شان و شوکت سے ہو رہی ہے۔ اور مدرسین کرام نہایت محنت سے طلباء کو پڑھا رہے ہیں۔ درجہ حفظ قرآن مجید میں حافظ غلام یحییٰ صاحب کے پاس اس وقت ستر طالب علم مصروف تعلیم ہیں جن میں اکثر طلباء قرآن مجید حفظ کر رہے ہیں۔

تجوید القرآن۔ دارالعلوم عربیہ میں تجوید القرآن کی کمی جی موجودت سے محسوس ہو رہی تھی۔ اب قادی سید و مولانا صاحبان جی کی تشریف آوری سے پوری ہو گئی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

قادیہ پرائمری سکول میں صوبہ مولیٰ تعلیم جاری ہے۔ اور طلباء کی تعدادیں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ دارالمبیین۔ مولیٰ امان اللہ صاحب نے مندرجہ ذیل مقامات کا دورہ کیا۔

جک راس۔ پچانی۔ نوتہ۔ چاکوٹوال۔ پچانی۔ چک مشین لائن۔ گھوٹہ چک۔ چک پٹروہ اور فیروہ۔ سالانہ امتحان کی تاریخیں ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴ مارچ ۱۳۴۵ھ بروز جمعہ ہفتہ۔ انوار مقرر کر دی گئی ہیں۔ اور پاکستان کے نامور تقریب و محلات کو دعوت و جلسہ دے دی گئی ہے۔ اگرچہ ظاہری وسائل تو حوصلہ شکن ہیں۔ مگر اللہ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ ان شاء اللہ العزیز ہر مسئلہ پلے سے بڑھ چڑھ کر ہوگا۔

حمید شمس الاسلام۔ گورنمنٹ اشاعت شمس الاسلام میں راجعہ اللہ علیہ بن بنزائے کا طالع کیا گیا تھا۔ گورنمنٹ کورشن کرنے کے باوجود فائدہ حاصل نہ کر سکے۔ کاغذ بہت ہی گراں خرید کر مارا شاخ کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مطالعہ بنزائے سے محروم ہیں۔ واللہ عند کرام ان من مقبول۔

زمانہ و مردانہ، ویرنیہ، پوشیدہ اور پیچیدہ امراض کے مریض حکیم محمد ذوالقرنین صاحب امرتسری ہلاک علی سرگودھا کے کامیاب علاج سے فائدہ حاصل کریں۔

# ہمارا نبی مستشرقین کی نظر میں !

## ایک امی کے حضور میں یورپ کے فلاسفہ علم و حکمت

(شبلی بی کام - ایڈیٹر مغربی پاکستان لاہور)

روں کا معلم اخلاق ٹالسٹائی - حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک اللہ عز و جل کا بازو رہا کرتے تھے۔ آپ نے گمراہوں کو بت پرستی سے منع کیا۔ اور افعالِ نبی سے روکا۔ خدائے واحد کی عبادت اور پرستش کی پاکیزہ تعلیم دی۔ اخوت - برادری اور مساوات کے سبق سے ان کے دلوں کو لبریز کر دیا۔ غارت گری اور غریزی کو منوع قرار دیا۔ آپ دنیا میں مصلح اعظم بن کر آئے تھے۔ اور آپ میں ایک ایسی مقناطیسی کشش پائی جاتی تھی جو عام انسانوں میں نظر نہیں آتی۔ (دی لائٹ آف ریجن)

مورخ یورپ کہیں - ہر انصاف پسند یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم و تبلیغ خالص سچائی اور غیر خواہی پر مبنی تھی۔ آپ ظاہری کردار کو بے سود سمجھتے تھے۔ گھر کا ادب سے ادبے کام خود کرتے تھے۔ آگ جلاتے۔ جھاڑو دیتے۔ اپنے جوتے کا نٹھتے۔ اپنے کپڑوں میں پوند لگاتے۔ جو کی روٹیاں کھاتے مگر مسافروں کو اچھے سے اچھا کھلاتے۔ آپ ہر اعتبار سے ایک قابلِ احترام بزرگ تھے۔ (سپیری آف دی ورلڈ)

مشہور ادیب تھامس کارلائل - حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قلب نہایت شفاف اور خیالات ہواؤ ہوس سے پاک تھے۔ آپ نہایت سرگرم رہا اور باخدا انسان تھے۔

آپ کی ذات خلوص و صداقت اور صحیح اعتقادات کا خزانہ تھی۔ آپ کا ہر فعل تصنیع اور نہاد سے بہرہ اور مبنی پر حقیقت تھا۔ بلکہ آپ اپنی ذات کو عامۃ الناس میں عام انسان کی طرح شامل سمجھتے تھے۔ اور کسی بڑے سے بڑے کام کی تکمیل پر بھی آپ کی ذات غرور سے کوسوں دُور رہتی تھی۔

آپ کی سیرت کے مطالعہ سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ ہمیں ہی سے آپ وابستہ اور ایمین تھے۔ آپ کی ایک ایک بات حکمت کے خزانے کی کنہی تھی۔ اور جو مشکلات زندگی کے رستے میں پیش آ سکتی ہیں۔ ان سب کو آپ نے حل کر کے رکھ دیا تھا۔ آپ کے طریق زندگی سے تہذیب - اخلاق اور شرف کا سبق ملتا ہے۔ آپ کے کلام میں متانت اور حکمت پائی جاتی تھی۔

آنحضرت نفس پرستی کی منزل سے کوسوں دُور تھے۔ کچھ پوچھتے تو آپ لباسِ رفا اور دوسرے معاملات زندگی میں بے حد محتاط تھے۔ باوجود ایک متمول اور کھاتے پیتے خاندان کے مقدس رکن ہونے کے آپ نان و آب پر اتنا فکرتے تھے۔ بلکہ کئی کئی دن آپ کے گھر کا بچہ لٹھا سرور تھا تھا۔ آپ کی الواعزی کا یہ حال تھا۔ کہ تمام دنیا کی اصلاح کا ذمہ لیکر

آپ نے انسان کی زندگی کی راہ کو ہمیشہ کے لئے ہموار بنا دیا۔ رحم و کرم اور لطف و عنایت ایسی صفیتیں تھیں جو اس داناے راز کے اعمال و افعال سے ہمیشہ ٹپکتی تھیں۔ آپ نے انتہائی خلوص اور خشکی کے ساتھ اہل دنیا کو خدائے ماحد کی طرف بلایا اور شرک کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا۔

آپ نے موئے کپڑے پہن کر اور نان جوین کھا کر اپنی زندگی تبلیغِ دین اور اعلائے کلمۃ الحق میں گزار دی۔ آپ کی دن رات یہی کوشش رہی کہ کس طرح لوگوں کو انصاف، نفیلتِ نفس اور عافیاتِ حسنہ کی طرف بلایا جائے۔ آپ کی ذاتِ اقدس نے کبر و دراد و ضعیف الایمان لوگوں کی طرح کبھی شہرت یا حکومت کو پسند نہ کیا۔ آپ دنیوی جاہ و حلال کو ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ عدل، دین اور توحید آپ کی سرشت میں داخل تھے۔ یہ آپ کی روحانی تعلیم ہی کی برکت تھی کہ عرب کے جنتی، متعصب اور جاہل لوگ مہذب اور شائستہ بن گئے۔ اگر آپ کی جگہ قیصرِ روم تاج و تخت سے آراستہ ہو کر ان لوگوں پر حکومت کرتا اور ان سے اطاعت و صداقت اور راست روی کا مطالبہ کرتا تو مجھے یقین ہے کہ آپ کے مقابلے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔ (سیرۃ ابن ابی ہریرہ و مشپ)

**بامعنی ادیب و الیئر**۔ میں آپ سے پھر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جاہل اور ضعیف العقل ہیں جو محمد (صلعم) پر عیش پرستی اور راحت کوشی کا الزام عائد کرتے ہیں۔

یاد دیا! راہبوا! محاورہ! اگر ماہِ جولائی میں رمضان آئے۔ اور تم پر صبح ۴ بجے سے شام کے آٹھ بجے تک کھانے پینے کی پابندی عائد کر دی جائے۔ اگر تم کہہ کہ قسم کی تمنا باندی سے منع کر دیا جائے۔ اگر تم مارے لئے شراب حرام کر دی جائے اگر تم سے کہا جائے کہ اپنی آمدنی کا پانچ فی صد محتاجوں اور ناداروں میں تقسیم کر دو۔ اگر تم اٹھارہ عورتوں کی رفاقت کا لطف اٹھاتے ہو۔ اور تم کو چودہ عورتوں سے یکدم محروم کر دیا جائے۔ تو کیا ایسا نذاری سے کہہ سکتے ہو کہ ایسا مذہب نہیں پسند؟

**فرانسیسی مترجم قرآن ڈاکٹر مورلین**۔ روم کے عیسائیوں کو اس کا داذ کے سوا کوئی چیزِ تعزیرات سے نہیں نکال سکتی۔ جو سرزمینِ عرب میں غارت سے بلند ہوئی۔ اس آواز نے دنیا کو ایک ایسا سیدھا سادا اور پاک صاف مذہب سکھایا جس میں بقول فاضلِ تحقیق "گاڈ فری ٹینس" نہ پاک پانی ہے۔ نہ موت نہ تقریر اور نہ سینٹ!

محمد (صلعم) نے ہیں ایک ایسی کتاب دی۔ جس کے نفعی فلاسفہ یونان کے نفیوں سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ جس کی ایک سورت کا بھی مقابلہ نہیں ہو سکتا جس کے اسرار کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اور جس کو مسلمان ادیب چپ بڑھتا ہے تو جھوٹا ہے۔ اور قیامت تک اپنے لئے سرمایہ ناز سمجھتا ہے۔ (رسالہ لاہارول فرانسس رومان)

**مسٹر شیلے لین پول**۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت بااخلاق اور رحم دل بزرگ تھے۔ آپ کی خدا پرستی اور فیاض دلی سختی تعریف ہے۔ آپ اس قدر انکسار پسند تھے۔ کہ بیماروں کی عیادت کو جایا کرتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے۔ اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ بکریوں کا دودھ دوہتے۔ اور اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے۔ بیشک



آپ مقدس پیغمبر تھے۔ (سپچر آف محمد)

**مسٹر ہریٹ وائل** - حضرت مسیح کی وفات سے چھ سو سال بعد جب عرب کا اخلاقی معیار بہت گر گیا تھا۔ ۳۰ اپریل ۱۸۶۷ء کو حضرت محمد (صلعم) پیدا ہوئے۔ آپ نے بت پرستی کو مٹایا۔ اور عرب کے وحشیوں کو تہذیب و تمدن کا سبق دیا۔ عام لوگ آپ کی دیانت اور سچائی دیکھ کر آپ کو "امین" کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ نے گمراہوں کو راہ راست پر ڈالا۔ اور لوگوں کے اخلاق و اعمال کی اصلاح کی۔ (گریٹ پیچر)

**پروفیسر ہرگروجنے** - محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی نئے دین کے مدعی نہ تھے۔ اور عیسائیت اگرچہ اسلام سے پہلے ہی یونانیوں۔ مسیحیوں۔ سمیتوں اور غلام و آزاد کی تفریق مٹا چکی تھی۔ لیکن پیغمبر اسلام نے جس مجلس اقوام کی داغ بیل ڈالی۔ اس نے تمام دنیا کے انسانوں کو اتحاد و اخوت کے ایک رشتے میں منسلک کر دیا۔ اور اسے دیکھ کر تمام اقوام کو شرمندہ ہونا چاہیے (دی سلم ورلڈ آف ٹوڈے)

**مسیحی مورخ ریوڈ ہارڈ** - مسیحیت کا اتفاق سے (اساس اتفاق کی کوئی مثال نہیں ملتی) محمد (صلعم) نے ایک ہی وقت میں تین چیزوں کی بنیاد رکھی۔ قوم۔ سلطنت۔ مذہب۔ اور ایک ایسا شخص ہونے کے باوجود جو کچھ پر لکھ نہ سکتا تھا۔ آپ نے دنیا کو ایک ایسی کتاب دی جو ایک ہی وقت میں نظم بھی ہے۔ قانون بھی ہے۔ کتاب الہامی بھی ہے۔ اور بشراتوں کا مجموعہ بھی ہے۔ اور آج کے دن تک نسل انسانی کا چھٹا حصہ۔ اس کے طرز فکر پر حقانیت اور قبولیت کو ایک ذمہ معجزہ سمجھتا ہے۔ اور یہ واقعی ایک معجزہ ہے۔ (محمد اینڈ محمدن ازم)

## میدان جنگ میں مجاہد کی دُعا

(اللہ بن شعیبہ بن اسحاق کھنکھری رحمۃ اللہ علیہ)

اے خدا دے زور دست خالہ و خندان  
مست تھی جس کے نشہ سے رُوحِ سلطانِ بلال  
دل صمغ خانہ بنا ہے یا و غیر اللہ سے  
المدد اے نعرۃ اللہ اکبر المدد  
تیری رحمت دیتی جاتی ہو تسلی ساتھ ساتھ  
ٹنگاتے ہیں گرے جاتے ہیں تیرے ناؤں  
تیرے در کو چھوڑ کر ہم بے نوا جایں کہاں  
یا بنادے اور کوئی اپنے جیسا گھر ہمیں  
دوسروں کو زور و زردے عیش دے آرام دے  
اور ہمیں اس دولتِ دنیا سے بس اسلام دے

# پڑوسی

(اللہ اخی الحق)

مسلمان کا وجود دنیا کے لئے سرسرحمت اور امن و سلامتی ہے۔ اس کی شان یہ ہے کہ اہل دنیا اس کے وجود کو دعائیں دیں۔ اس کے سامنے گواہی دینے والے غیبتہ تصور کریں۔ اور اس کی زندگی کے ہر سانس کو پیامِ محبت سمجھیں۔ مسلمانوں کی جماعت انسانی جماعت کیلئے رحمت ہے۔ مسلمانوں کا ایک فرد انسانوں کے ایک فرد کے لئے باعثِ امن و فخر ہے۔ بلکہ ایک مسلمان ساری انسانیت کے لئے موجبِ اطمینان و تسلی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور شدت سے اس کی پابندی کرائی گئی ہے۔ مسلمانوں کا محلہ امن و رحمت کا گمراہ ہے۔ مسلمانوں کی بستی اطمینان و تسلی کی جنت ہے۔ مسلمانوں کا شہر سکون و مسرت کا خوشگوار گلشن ہے۔

مسلمانوں کا پڑوسی کوئی بھی ہو کیسا بھی ہو۔ بہر حال اس کا فرض ہے کہ اچھا سلوک کرے۔ تواضع سے پیش آئے۔ ہر ضرورت کا حتی المقدور کفیل بنے۔ پڑوسی کا فرہو یا مجوسی۔ یہودی ہو یا عیسائی۔ ہندو ہو یا سکھ۔ بہر حال ایک مسلمان کا اسلامی طریقہ یہی ہو گا کہ اپنے وجود سے اس کو ہر طرح فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ اسلام میں انسانیت کی خدمت کو بڑا مقام حاصل ہے۔ حتیٰ کہ حیوانات پر بھی رحم و کرم کرنا مسلمانوں کی ہر شے میں داخل ہے۔ کہ اسلام ان کے لئے بھی رحمت بن کر آیا ہے۔ داعیِ اسلام کے متعلق قرآن حکیم کا کھلا فیصلہ ہے۔ وَمَا أَدْنَاكَ لِلْعَلِیِّیْنَ۔ پیغمبرِ اسلام تمام کائنات کے لئے رحمت ہے۔ پھر پیغمبرِ اسلام کے متبعین بھی خدا کی ہر کائنات کے لئے رحمت ہیں۔ مگر بظاہر شخص کیلئے جبار اور پڑوسی تک حلقہ محدود کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اسلام کا ہر شیعہ اپنی اہل سچا تاجدار اپنی حد تک اپنے فرائض انجام دیکر اسلام کا رحمت ہر کائنات کرے۔

اگر کسی نے اس فرض کی انجام دہی میں غفلت کی تو اسلام دوستی کے دعویٰ میں وہ جھوٹا ہے۔ اس کے مسلمان ہونے پر دنیا کے لئے کوئی ظاہری دلیل نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنِ ابْنِ مَرْثَدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللَّهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ قَبْلَ مَنْ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارَهُ وَآئِقَهُ (بخاری و مسلم) ”آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ خدا کی قسم وہ شخص مؤمن نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ! کون شخص مؤمن نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ شخص جس کے بد اطوار اور مصائب سے پڑوسی کو امن نہ مل سکے۔“

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز بیان کہ جس طرح پہلے بغیر نام لئے تین مرتبہ سخت بات فرمائی۔ پھر لوگوں نے جب خوفزدہ ہو کر ایسے شخص کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جس کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ رہ سکیں۔ گویا اس طرح صحابہ کے دل میں اس طرح خطاب سے یہ بات بٹھادی گئی۔ مگر افسوس ہے کہ اس زمانے کے مسلمانوں میں جتنا اور باتیں دل سے لیکر ایک کر کے نکل گئیں۔ وہاں یہ اہم بات بھی باقی نہ رہ سکی (فیاض حسن تاحلی مسمیٰ الیوم و زاد ماہ)

## تبلیغی کتابیں

**جام حیات** حیات بعد موت کے جملہ مسائل قرآن کریم اور حدیث نبوی علیہ السلام کی روشنی میں ایک جامع اور دل آزاں طرز تحریر سے مبارک تحریر کرائی گئی ہے جو

کہ ہر دوزخین کیلئے منفعلیت ثابت ہو سکتی ہے حضرت مولانا ظہور احمد صاحب مرحوم نے یہ کتاب مولانا محمد حسین صاحب ثنوی سابق صدر المدین دارالعلوم عریزیہ سے اپنی زیرنگرائی تحریر کرائی تھی جو کہ اب کاغذ کی گرانی کے باوجود طبع کرائی گئی ہے

کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت صرف ۹۰ محصولہ اک ۱۰

**قائدان حسین** اس میں نہایت حقائقہ طریقہ سے حضرت

سے ثابت کیا گیا ہے کہ رسول خدا کے نواسے اور حضرت علی کے

نحس جگر حضرت حسین کو کربلا میں بلا کر طرح طرح کے مظالم میں مبتلا

اور نہایت بیرحمی سے شہید کرنے والے شیعہ اور پیشوایان مذہب

شیعہ تھے اس کتاب کو ضرور دیکھئے تاکہ شیعوں کی شیعیت کی

حقیقت کھل جائے صفحات ۹۶ کتاب دلفریب طباعت

دیدہ زیب کاغذ و نیز قیمت دس آنہ محصولہ اک ۱۰

**آخری پیغام حق** حضرت مولانا ظہور احمد صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کی آخری تقریر جو پہلے شمس الاسلام

کے صفحات پر جلوہ گر ہو چکی ہے اور امید سے زیادہ مقبول ہو

چکی ہے عام افادہ کیلئے کتابی شکل میں ہدیہ ناظرین کی گئی

آخری پیغام حق کے مطلق حضرت سجادہ نشین تونسہ شریف تحریر

فرماتے ہیں:-

حضرت مکرم مغفورہ کے آخری کلمات نصائح نہایت

ہی گوہر بے بہا ہیں اور ناظرین کی ہدایت کے لئے

مشعل راہ ہیں

قیمت دس آنہ محصولہ اک ۱۰

**کشف التلمیس** مصنفہ مولانا سید لایت حسین شاہ ضابطہ

یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ "نور ایمان"

کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں

طبع ہو کر ہزار ہائی نو جوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعوں

اور مسلمانوں کی طرف سے سنیوں میں مفت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں کی

اس غلط کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے مہذب پیرا میں تبلیغ اور

اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مظالم اور اعتراضات

کے جوابات دیئے گئے ہیں حصہ دوم ۸ حصہ سوم ۱۰ حصہ

چہم ختم ہو چکا ہے ہر دو حصہ طلب کرنے پر ۱۲ علاوہ محصولہ اک

**برق اسمانی** جس میں مرزا آقے قادیانی کے اپنے قلم

معاملات کا رٹائے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں علاوہ

ان میں خلیفہ نور الدین اور مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان

کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات کجی کے مسئلہ پر عقلی

و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزا یحیوں کا

ناطقہ بند کر دیا ہے قیمت ۸ محصولہ اک ۱۰

**فیصلہ شرعیہ بر حرمت تعزیہ** یہ کتاب حضرت مولانا

دام برکاتہم سابق خطیب جامع قلعہ شیخوپورہ کی تصنیف ہے

جس میں آپ نے تعزیہ مروجہ پر سیر کن بحث کی ہے کتاب کا خد

اشی سے زیادہ معتبر کتابیں ہیں اور تقریباً ۲۰ مختلف بحثیں

درج ہیں جنہیں ضمنی طور پر کثیر القواد اور ضروری مسائل بھی

آگئے ہیں حضرت موصوف نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ

معتبرہ تفاسیر متداولہ تصریحات ائمہ کرام قادیانیات علماء

اعلام و مجتہدین عظام سے تعزیہ کی حرمت بیان کرنے کے

علاوہ دس عقلی دلائل بھی تعزیہ مردہ کے حرام ہونے پر قائم

کی ہیں اور انہی حضرات کے جواز تعزیہ کی ۲۲ دلیلوں کے استی

ضد زیادہ جواب دیئے ہیں اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ ائمہ کرام

سب اہلسنت والجماعت تھے نہ شیعہ بلکہ وہ شیعہ ہونے سے

بجز اہل حقہ اور یہ کہ کون سے سادات مستحق اعزاز و تہنیت ہیں اور  
ماہ محرم میں کیا کرنا چاہیئے یہ پہلی مسئلہ و مدلل کتاب ہے  
جس کے پڑھنے سے ایک معمولی استعداد والا بھی اس مسئلہ  
پر مکمل طور پر گفتگو کر سکتا ہے۔ کاغذ عمدہ طبعانی و زیب  
صفحات قریباً دو سو صفحات قیمت صرف ہر حصہ لڑاکا علاوہ  
مؤلف مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب  
تأذیہ لکھنؤ میں { بکھرو دی اس کتاب میں مرنا قادیانی  
کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے  
کرام پر کئے تھے قیمت صرف ہر حصہ لڑاکا ۱۰

اجتناب الحنفیہ } اس رسالہ میں صدرِ عالمائے اسلام کے  
 واضح اور براہین قاطعہ سے فرقہ رافضی و مرزائیہ کا امتداد  
 اور رافضی و مرزائی سے یعنی عورت کا نکاح ناجائز ثابت  
 کر دیا ہے۔ حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۴۰ محض لڑاکہ ۱۲  
 تحفہ میرزا یحیٰ } یعنی جریہ دشمن اسلام کے دوسرے  
 کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے  
 موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے  
 رد میں درج ہوئے ہیں۔ قیمت ۴۰ محض لڑاکہ ۱۲  
 مولانا میر تقی عثمانی صاحبِ ذہب شریف کے  
 حقیقتِ تشیع } سرسنتہ لڑاکہ ۱۲ کا کہنا مشافقت ۱۲

ہدایات القرآن { عیسائیوں نے مشہور رسالہ حقائق قرآن کا شیخ بر دینز اس رسالہ کے ذریعہ مرزائیوں کے مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں۔ لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ فی نسخہ ۲ رسالہ خیر جاری رہے گا کہ اس کی تحریف و تخریب نہ ہو۔

امرتہری۔ قیمت ایک آنہ (ار)

مظلوم قوم { تصنیف مولوی محمد بخش صاحب سلم فی  
اس کتاب میں مصنف نے اچھوتوں پر  
ہندوؤں کے مظالم اور اسلامی مساوات و اسلامی تعلیمات کو  
مؤثر پیرایہ میں بیان کر کے اچھوتوں کو اسلام کی دعوت دی  
ہے۔ قیمت ۵

اسلامی جہاد اور لینڈ میس فوج محمدی کے عظیم الشان  
 ایکمپ منفردہ - ۹ - ۱۰ ستمبر ۱۹۷۹ء میں  
 انصار پیہلوں سے آلہ کبر الصوت پر خطاب حبیبی سلامی جہاد  
 کی حقیقت اور فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا گیا ہے۔  
 اور عہد حاضر کی بعض ملحدانہ عسکری تنظیموں پر بے ناگہ تبرہ  
 کیا گیا ہے۔ انمولانا ظہور احمد صاحب بلوچی امیر مجلس مرکزیہ  
 حزب الانصار بھرو قیمت ۲۰

خاں سارہی مذہب { ضلع میانوالی کی اسلامی جماعتوں کے  
 نمایندگان اجتماع کے موقع پر میانوالی  
 علماء کرام کی طرف سے خاں سارہی مذہب پر تحقیقاتی وفد نے تبصرہ فرمایا  
 ٹریڈ شاپ کے کرکے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔ انمولانا غلام احمد  
 صاحب بگٹی امیر مجلس حزب الانصار بھیرہ قیمت ۱۰

**خاکسار سی فتنہ** جس نے ہندوستان کے تمام کرام کو بیدار کیا  
 جسکو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان مشرقی لحد کی دستبرد سے محفوظ  
 ہوا اور جسکو دیکھ کر خاکساروں کی کثیر تعداد سے توبہ کر لیا جا رہا  
 ہے ہزاروں کی تعداد میں جھپٹ چکی ہے یہاں پانچواں ایڈیشن ہے ۱۹۰۶ء  
 از مولانا پیرزادہ محمد بہاء الحق قاسمی قیمت فی نسخہ ۴۰ محمولہ ۱۰۰  
**مشرقی فتنہ** علیہ پنجاب عنایت اللہ مشرقی کے کفر پرورد خیال پر  
 جواب تنقید اقلیم پنجاب سید ابوالاعلیٰ صاحب  
 مودودی مدیر ترجمان القرآن قیمت فی نسخہ ۴۰ علاوہ محمولہ ۱۰۰

ملنے کا پتہ: بینجر حمیدہ شمس الاسلام، بجیرہ (پنجاب)